احیائے اسلام و امنِ عالم کا داعی کثیر الاشاعت میگزین

ماہنامہ منہاج القرآن لاہور

جلد 20 شمارہ 9 شعبان ۱۴۲۷ھ ستمبر 2006ء

بفیضانِ نظر

قدوۃ الاولیاء شیخ المشائخ حضرت سیدنا طاہر علاؤالدین الگیلانی البغدادی

زیرِ سرپرستی

شیخ الاسلام پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری

حسنِ ترتیب

www.minhaj.info Info@minhaj.info

قیمت فی شمارہ: 15 روپے
سالانہ زرتعاون: 150 روپے

ترسیل زر کا پتہ
اکاؤنٹ نمبر 01-39، حبیب بینک منہاج القرآن برانچ 365 ایم ماڈل ٹاؤن لاہور پاکستان فون UAN: 111-140-140 فیکس 5168184

بدل اشتراک
مشرق وسطیٰ جنوب مشرقی ایشیاء، یورپ اور افریقہ 15 امریکی ڈالر سالانہ، آسٹریلیا، کینیڈا، مشرق بعید جنوبی امریکہ و ریاستہائے متحدہ امریکہ 20 امریکی ڈالر سالانہ

ملک بھر کے تعلیمی اداروں اور لائبریریوں کیلئے منظور شدہ

طابع: میاں مظفر احمد، ناشر: محمد اشرف قادری، مطبع: منہاج القرآن پرنٹرز، ادارہ منہاج القرآن 365 ایم ماڈل ٹاؤن لاہور

حمد باری تعالیٰ جل جلالہ

اللہ مرے مولا، قربان ترے مولا
تعریف ترا بندہ، کیا تری کرے مولا

مالک بھی تُو خالق بھی، وارث بھی تُو رازق بھی
کیا نام ترے پیارے، رحمت سے بھرے مولا

ان گنت یہ پھل بیٹھے، پیدا جو کئے تُو نے
انساں سے محبت ہے، تیری یہ مرے مولا

ہر لمحہ عطا تیری، جاری ہے ازل سے ہی
کیا تیرے خزانے ہیں، رہتے ہیں بھرے مولا

اب تک ہے کرم تیرا، رکھے ہے بھرم میرا
رُخ موڑ نہ لینا تُو، دل میرا ڈرے مولا

اک خاص کرم کردے، شامل تُو مجھے کرلے
اُن اپنے تُو پیاروں میں، بندے جو ترے مولا

محبوب کے صدقے سے، منظور دعا کرلے
جینا بھی ہو مرنا بھی، بس ترے لئے مولا

سوچوں سے تو ہے اونچا، ادراک سے تُو بالا
عاجز ہے یہ ہمزائی، کیا حمد کہے مولا

(انجینئر اشفاق ہمزائی۔ فیصل آباد)

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اترے ہیں لب پہ چاند ستارے حضور جیؐ!
میرے قلم پہ پھول ہیں برسے حضور جیؐ
اک بے نوائے شہر نے کس اہتمام سے
لفظوں میں آفتاب ہیں رکھے حضور جیؐ!
نظریں اٹھی تھیں جانب طیبہ ابھی ابھی
ساحل سے آ لگے ہیں سفینے حضور جیؐ
کس منہ سے حاضری کی تمنا کوئی کرے
خارش زدہ تمام ہیں چہرے حضور جیؐ!
اب کے برس بھی زاد سفر کی نہیں طلب
ہاں، اذن حاضری کا ہو میرے حضور جیؐ
ہر سمت کیوں ہوائے مخالف ہے خیمہ زن
بستی کے لوگ سوچتے ہوں گے حضور جیؐ!
امت ہوس کدوں کا بنی رزق ناتمام
محراب زر میں کرتی ہے سجدے حضورؐ جی
روزِ ازل سے آپؐ کی آمد کی دھوم ہے
میلاد پڑھ رہے ہیں صحیفے حضور جیؐ
نقش قدوم پاک پہ سجدے گزار کر
انوار مانگتے ہیں سویرے حضور جیؐ
ہر آنکھ میں ہے گنبد خضرا بسا ہوا
ہر دل میں بس رہے ہیں مدینے حضور جیؐ!
میں اپنی بے بسی پہ اگر رو پڑوں کبھی
دیتے ہیں مجھ کو حوصلہ بچے حضور جیؐ!
خوشبو کے سبز قافلے پڑھتے ہوئے درود
سوچوں کی شاخ شاخ سے نکلے حضور جیؐ!
ارض و سما کی روشنی ہیں سید البشرؐ
ارض و سما کی جاں ہیں ہمارے حضور جیؐ!
آیا تو ہے ریاض بڑے شوق سے مگر
آداب حاضری کے ہیں بھولے حضور جیؐ

(ریاض حسین چودھری)

القرآن

شب برأت۔ فضیلت و آداب

15 شعبان المعظم کی مناسبت سے
شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا خصوصی خطاب

ترتیب و تدوین: محمد یوسف (منہاجین)

حٰمٓ. وَالْكِتَابِ الْمُبِيْنِ. اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِىْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ. فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ. اَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا اِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ. رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ اِنَّهٗ هُوَالسَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ. رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا اِنْ كُنْتُمْ مُّوْقِنِيْنَ. لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ رَبُّكُمْ وَرَبُّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ. (الدخان: ۱ تا ۸)

''حٰمٓ، اس روشن کتاب کی قسم بے شک ہم نے اسے ایک بابرکت رات میں اتارا ہے بے شک ہم ڈر سنانے والے ہیں۔ اس (رات) میں ہر حکمت والے کام کا (جدا جدا) فیصلہ کر دیا جاتا ہے۔ ہماری بارگاہ کے حکم سے، بے شک ہم ہی بھیجنے والے ہیں۔ (یہ) آپ کے رب کی جانب سے رحمت ہے، بے شک وہ خوب سننے والا خوب جاننے والا ہے۔ آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے (اسکا) پروردگار ہے، بشرطیکہ تم یقین رکھنے والے ہو اس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہی زندگی دیتا اور موت دیتا ہے (وہ) تمہارا (بھی) رب ہے اور تمہارے اگلے آباؤ اجداد کا (بھی) رب ہے''۔

حضور ﷺ نے فرمایا شعبان شھری و رمضان شھر اللہ (شعبان میرا مہینہ ہے اور رمضان اللہ کا مہینہ ہے) مزید فرمایا کہ جو شعبان میں اچھی تیاری کرے گا اسکا رمضان اچھا گزرے گا اور وہ ماہ رمضان کی برکتوں اور سعادتوں سے لطف اندوز اور بہرہ مند ہوگا۔ شعبان المعظم کا پورا ماہ بابرکت و باسعادت اور حرمت و تعظیم والا مہینہ ہے لیکن اس مہینہ کو بطور خاص کچھ فضیلتیں، امتیازات اور شرف عطا کئے گئے یہ مہینہ ''شھر التوبہ'' بھی کہلاتا ہے اس لئے کہ توبہ کی قبولیت اس ماہ میں بڑھ جاتی ہے۔ اس ماہ میں مسلمانوں پر برکتوں کا اضافہ کر دیا جاتا ہے۔ اس لئے یہ ماہ اس کا حقدار ہے کہ دیگر مہینوں سے بڑھ کر اس میں اللہ کی اطاعت و عبادت اختیار کی جائے۔ بزرگان دین نے فرمایا ہے کہ جو لوگ اپنی جان کو اس مہینہ میں ریاضت و محنت پر تیار کرلیں گے وہ ماہ رمضان المبارک کی جملہ برکتوں اور سعادتوں کو کامیابی کے ساتھ حاصل کریں گے۔ اس بناء پر حضور ﷺ ماہ رمضان کے بعد سال کے 12 مہینوں میں سب سے زیادہ روزے اس ماہ رکھتے تھے۔ اس ماہ کی ایک خاص امتیازی خصوصیت 15 شعبان المعظم کی رات ہے۔ اس رات کو اللہ نے ''لیلۃ مبارکہ'' ''برکت والی رات'' کہا ہے۔ علماء، مشائخ، آئمہ، مفسرین کی اکثریت کا نقطہ نظر یہ ہے کہ شب قدر کے بعد سال کے 12 مہینوں میں سب سے زیادہ افضل شب برأت ہے۔

ارشاد فرمایا فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ.

''اس (رات) میں ہر حکمت والے کام کا (جدا جدا) فیصلہ کر دیا جاتا ہے''۔

یعنی تمام حکمت والے، فیصلہ کن، نافذ العمل ہونے والے امور کی تنفیذ کا فیصلہ اس رات کیا جاتا ہے۔ حضرت عطاء

بن یسارؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

''جب 15 شعبان کی رات آتی ہے تو اللہ تعالیٰ ملک الموت کو اگلے سال کے لئے موت وحیات کے امور نفاذ و اجراء کے لئے سپرد فرما دیتے ہیں''۔

اس رات کثرت کے ساتھ گریہ و زاری، صدق و اخلاص نیت کے ساتھ گناہوں سے توبہ، طلب مغفرت اور آئندہ اصلاح کرنے کا عہد انسان کو جنت کا مستحق بنا دیتا ہے

بعض اذہان میں یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ اگر اس رات تقدیریں، رزق، موت وحیات کے فیصلے لکھے جاتے ہیں تو لوح محفوظ پر جو سب کچھ پہلے ہی لکھا جاچکا ہے اس کا معنی کیا ہے؟

دونوں باتوں میں مطابقت یہ ہے کہ اللہ کے علم میں تو سب کچھ پہلے سے ہی آ گیا ہے اور سب کچھ پہلے ہی سے آ جانا یہی اس کی لوح محفوظ ہے۔ اس کی لوح، اسکا علم ہے۔ اس رات لکھے جانے کا مطلب یہ ہے کہ ان امور کو نافذ کرنے کے لئے فرشتوں کے سپرد کر دیا جاتا ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا ''کہ کچھ لوگ ایسے ہیں کہ 15 شعبان المعظم کی رات بھی اپنے ظلم میں مصروف ہوتے ہیں یا ظلم وستم ڈھانے کے لئے منصوبے بنا رہے ہوتے ہیں حالانکہ ان کا نام مرنے والوں کی فہرست میں آچکا ہوتا ہے''۔

الغرض افراد ایسے منصوبہ جات میں مصروف ہوتے ہیں جن کے نتائج سالوں بعد ظاہر ہوتے ہیں حالانکہ اس اگلے سال میں ان کی موت لکھ دی جاتی ہے۔ یعنی ہر امر الٰہی نفاذ کے لئے سپرد کر دیا جاتا ہے۔ اس کی مثال آپ بجٹ کی لے لیں کہ بجٹ کی منظوری تو یکبار ہوجاتی ہے مگر اسکا نفاذ پورے سال میں مختلف اوقات میں ہوتا رہتا ہے۔ اس طرح اللہ کے ہاں بھی ہمارا بجٹ پیدائش سے موت تک ہماری پیدائش سے پہلے ہی تیار ہوتا ہے اور یہ سب کچھ علم الٰہی میں آچکا ہوتا ہے اور یہی لوح محفوظ پر لکھا جانا کہلاتا ہے۔ پھر ہر سال کے حساب سے یہ احکامات نفاذ کے لئے اس 15 شعبان المعظم کی رات جاری کر دیئے جاتے ہیں۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر اس نے پہلے ہی فیصلہ کر رکھا ہے تو اس رات سپرد کرنے کی بات کو ذکر کیوں کیا؟ جب کمی بیشی نہیں ہونی اور فیصلہ پہلے ہی ہوچکا ہے تو اس رات کو ہونے والے امور کا ذکر کرنے کی کیا حاجت تھی؟

درحقیقت یہ اظہار دنیاوی حکمرانوں اور ساری کائنات کے حکمران میں فرق کو واضح کرتا ہے کہ ہمارے وسائل محدود ہیں لیکن اللہ کے وسائل محدود نہیں ہیں بلکہ اس کی نعمتیں، رحمتیں لامحدود ہیں اس کا اپنا فرمان ہے وسعت رحمتی کل شیء ''میری رحمت ہر شے پر وسیع ہے'' اللہ کے اس رات کو Disclose کرنے کی حکمت اصل میں ''ترغیب و ترہیب'' ہے۔ جب اللہ نے یہ بتادیا کہ آج کی رات سب احکامات تنفیذ کے لئے سپرد کئے جا رہے ہیں تو ساتھ ہی یہ بتادیا کہ اگرچہ یہ میرا طے شدہ بجٹ ہے مگر یہ بات بھی ذہن میں رکھو کہ میں نہ صرف لوح محفوظ والا ہوں بلکہ لوح محفوظ کا مالک بھی ہوں، اگر کوئی اس رات سچے دل سے گڑگڑا کر رو پڑے تو میں لکھا ہوا مٹا بھی دیتا ہوں اور نہ لکھا ہوا ہو تو لکھ بھی دیتا ہوں۔ پس اگر ردوبدل کا امکان نہ ہوتا تو اس رات کا ذکر نہ کیا جاتا۔

حضور ﷺ نے فرمایا دو چیزیں تقدیر کو بدل دیتی ہیں۔

لا یرد القضاء الا بالدعا والصدقه. ''تقدیر نہیں بدلی جاتی مگر دعا اور صدقہ سے''۔

گویا اس رات کا بنایا جانا اس کے کرم کی بدولت ہے کیونکہ اگر اس رات کچھ ردوبدل نہ ہوسکتا ہوتا تو رات بتائی ہی نہ جاتی۔ اللہ نے لیلۃ القدر عطا فرمائی تو اس کو 5 طاق راتوں میں چھپا کر رکھا کیونکہ لیلۃ القدر مرتبہ میں بقیہ

راتوں سے افضل ہے مگر جب یہ رات آئی تو اس کو چھپایا نہ بلکہ سرعام حضور ﷺ سے اعلان کروادیا کہ اے محبوب امت کو اس رات کی اہمیت کے متعلق بتلادیں کہ جس نے رب سے جو کچھ لینا ہے، لے لے، جو مانگنا ہے، مانگ لے، اس کا کرم آج نداء دے رہا ہے کہ ہے کوئی گناہوں کو بخشوانے والا، ہے کوئی رحمت کا طلبگار، ہے کوئی رزق، دولت، علم، مانگنے والا کہ اسے عطا کردوں جو کچھ وہ مانگ رہا ہے''۔

لیلۃ القدر مرتبہ میں شب برات سے افضل ہے اس لئے شروع میں اس کو پورے ماہ میں چھپادیا، حضور ﷺ اپنی امت کے لئے اس رات کی تلاش میں رمضان المبارک کے پورے مہینے میں اعتکاف کیا۔ بعد ازاں حضور ﷺ کو پورا ماہ کا اعتکاف بسلسلہ تلاش لیلۃ القدر امت پر گراں محسوس ہونے کا ڈر لگا تو اشارہ ملا کہ رمضان کے آخری 20 دنوں میں تلاش کریں۔ حضور ﷺ نے پھر ایک اعتکاف 20 دنوں کا کیا، عرض کیا اے اللہ 20 دن کا اعتکاف بھی امت کو پریشان کردے گا، غفلت کریں گے، مدت کم کردے فرمایا۔ آخری دس دنوں کا اعتکاف کرلیں پھر حضور ﷺ 10 دن کا اعتکاف بیٹھے اور عرض کیا مولا اعتکاف تو 10 دن بٹھا مگر راتیں 10 پوری کی پوری نہ جگا، ان کو کم کردے، امت بڑی کمزور ہے، پھر اللہ نے فرمایا کہ اعتکاف تو 10 دن کا ہوگا مگر جاگنے کے لئے راتیں 5 کردیتا ہوں پس طاق راتوں میں جاگیں اور لیلۃ القدر تلاش کریں۔ پس 15 شعبان المعظم کی رات کو ظاہر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ تاکہ امت مسلمہ اللہ سے رزق اور علم کے بڑھنے، آفات کے ٹلنے، دنیا و آخرت بخشش و مغفرت کے حصول اور اپنی بدبختی و شقاوت کو نیک بختی و سعادت سے بدلنے کی دعا مانگ لے۔ اللہ نے لیلۃ القدر کو چھپایا اور ہم اس کی تلاش میں سرگرداں نظر آتے ہیں مگر شب برأت کو ظاہر کردیا لیکن افسوس کہ ہم اس رات کی قدر نہیں کرتے بلکہ اس رات بھی غفلت کا لبادہ اوڑھے سوئے رہتے ہیں۔

حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ ''پانچ راتیں ہیں کہ جس نے وہ پانچ راتیں جاگ کر محنت کرلی اس کے لئے جنت واجب ہوگئی۔ ان پانچ راتوں میں سے ایک رات 15 شعبان المعظم کی رات ہے''۔

مراد یہ ہے کہ اس رات توبہ، مغفرت کی قبولیت اتنی زیادہ ہے کہ اگر کوئی ان راتوں کو جاگ کر کثرت کے ساتھ گریہ وزاری کرے، صدق و اخلاص نیت کے ساتھ اللہ کے حضور اپنے سارے گناہوں کی توبہ کرلے، طلب مغفرت کرلے اور آئندہ اصلاح کرلے تو پچھلے گناہ اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہی کیوں نہ ہوں مٹادیئے جاتے ہیں اور جنت کا مستحق بنادیا جاتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ''پانچ راتیں ایسی ہیں ان میں دعا رد نہیں ہوتی، ان راتوں میں سے ایک رات 15 شعبان المعظم کی رات ہے''۔

اس رات آتشبازی کے مظاہرے اور پٹاخوں کا استعمال حرام ہے۔ یہ رات برات اس لئے کہلاتی ہے کہ یہ دوزخ سے رہائی پانے کی رات ہے کہ جو اس رات اللہ کے حضور روئے گا، گریہ وزاری کرے گا اسے رہائی مل جائے گی۔ اس آتش بازی کے رواج کو سختی سے بند کریں، اپنے علاقوں میں عوام الناس کو اس بات کا شعور دیں کہ یہ حرام کام ہے اس کے کرنے والا گناہ کا ارتکاب کرتا ہے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

''اس رات اللہ تعالیٰ غروب آفتاب کے بعد اپنی شان کے لائق آسمان دنیا پر آجاتا ہے اور فجر تک آسمان دنیا پر بندوں کے قریب رہتا ہے اور ساری رات نداء دیتا ہے کہ ہے کوئی مجھ سے مغفرت مانگنے والا کہ میں

جو لوگ شعبان المعظم میں ریاضت ومجاہدہ کریں گے وہ رمضان المبارک کی برکتوں کو کامیابی کے ساتھ سمیٹیں گے

اسے معاف کردوں، ہے کوئی مجھ سے رزق مانگنے والا کہ میں اسے رزق دے دوں، ہے کوئی مجھ سے سوال کرنے والا کہ میں اس کے سوال پورے کردوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس رات اللہ تعالیٰ چند لوگوں کے سوا ہر مانگنے والے کو عطا کرتا ہے اور بخشش فرماتا ہے۔ چند لوگ اس رات کی دعا سے بھی اور لیلۃ القدر میں بھی نہیں بخشے جاتے۔ وہ درج ذیل افراد ہیں۔

۱۔ مشرک، جب تک شرک نہ چھوڑ دے ۲۔ دل میں بغض و عداوت رکھنے والا، گویا جب تک دل کو بغض وعداوت سے پاک نہ کرلے اس کی دعا قبول نہیں ہوتی ۳۔ قاتل

۴۔ خونی رشتوں کو کاٹنے والا، قطع تعلق کرنے والا یہ بات بھی قابل غور رہے کہ ہم دور دراز تو صدقہ و خیرات کرتے ہیں مگر خونی رشتوں کا لحاظ نہیں رکھتے حالانکہ جو جتنا قریبی رشتہ دار ہے اس کا حق بھی زیادہ ہے اور پڑوسی سے بھی مقدم قریبی رشتہ دار کا حق ہے ۵۔ تکبر کرنے والا ۶۔ شرابی ۷۔ والدین کا نافرمان

۸۔ چغل خور، غیبت کرنے والا، یہ برائی بھی عام ہے۔

اس سے یہ بات بھی واضح ہورہی ہے کہ جب اللہ خود نداء دے رہا ہو اس کے باوجود درج بالا افراد کی بخشش نہ ہو تو سال کے بقیہ مہینوں میں ان کی بخشش کس طرح ممکن ہے۔

شب برأت کے مسنون وظائف و اعمال

اس رات عبادت کرنے کا مسنون طریقہ جو اولیاء، آئمہ نے حضور ﷺ کی مبارکہ سنتوں سے اخذ کیا۔ درج ذیل ہے۔

۱۔ اس رات کے معاملات کی ابتداء تلاوت قرآن سے کی جائے اور سورہ یٰسٓ کی کم از کم 3 مرتبہ تلاوت کی جائے۔۔۔ سورۃ الدخان کی 3 مرتبہ تلاوت کی جائے، بزرگوں میں سے کئی نے یہ بھی فرمایا کہ اگر کوئی پوری سورۃ کی تلاوت نہ کرسکے تو پہلی 8 آیات کی 30 مرتبہ تلاوت کرے۔

۲۔ کم از کم 100 مرتبہ اور اگر وقت زیادہ ہو تو 1000 مرتبہ دعائے حضرت یونسؑ۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْن. یہ دعا اس رات کے لئے بڑی مجرب ہے۔

۳۔ کم از کم ایک تسبیح استغفار

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الْعَظِیْمَ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْهِ.

۴۔ کم از کم ایک تسبیح درود پاک ۵۔ اس رات صلاۃ التسبیح کا ضرور اہتمام کریں۔

۶۔ کم از کم آٹھ نوافل قیام اللیل کی نیت سے پڑھیں۔ ۷۔ محفل نعت اور بعد ازاں حلقہ ذکر کا انعقاد۔

۸۔ درج ذیل دعا دعائے محمدی ہے کثرت کے ساتھ کریں، نوافل، اور صلاۃ التسبیح کے بعد دعا کریں یہ دعا حضور ﷺ نے حضرت عائشہ صدیقہؓ کو تلقین فرمائی تھی۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ کَرِیْمٌ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ.

جن احباب کو یاد ہوسکے وہ پوری دعا درج بالا الفاظ کے بعد اس طرح کریں۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ عَفْوَ وَالْعَافِیَةَ وَالْمُوَافَاتِ الدَّائِمَةِ فِی الدِّیْنِ وَالدُّنْیَا وَالْاٰخِرَة.

اللہ تعالیٰ ہمیں اس ماہ شعبان کے ثمرات و فیوضات خصوصاً 15 شعبان المعظم کی برکتوں سے فیضیاب فرمائے اور ہمیں اپنی اصلاح کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سیدالمرسلین ﷺ

الحدیث

انسان کی سخاوت کا امتحان

علامہ محمد معراج الاسلام

حضرت ابو ہریرہؓ راوی ہیں: جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

پردیسی مسافر، ایک دولت مند شخص کے پاس آیا اور سوال کیا:

رَجُلٌ مِسْکِیْنٌ تَقَطَّعَتْ بِیَ الْحِبَالُ فِیْ سَفَرِیْ فَلا بَلَاغَ بِیَ الْیَوْمَ اِلَّا بِاللّٰهِ ثُمَّ بِکَ، اَسْأَلُکَ بِالَّذِیْ اَعْطَاکَ اللَّوْنَ الْحَسَنَ وَالْجِلْدَ الْحَسَنَ، وَالْمَالَ بَعِیْرًا، اَتَبَلَّغُ عَلَیْهِ فِیْ سَفَرِیْ. (بخاری)

''میں ایک مسکین آدمی ہوں، وسائل نہ ہونے کے سبب سفر جاری رکھنے سے قاصر ہوں، آج اللہ کے سوا اور پھر تیرے سوا منزل مقصود تک پہنچانے والا کوئی نہیں ہے، جس اللہ نے تجھے حسین جلد و رنگت اور بلا محنت و مشقت اونٹوں کی کثرت عطا کی، اس کے نام پر سوال کرتا ہوں کہ مجھے کوئی سواری دے تا کہ سفر جاری رکھ سکوں''۔

شرح و بیان

یہ ایک طویل حدیث کا اقتباس ہے، جس کا پس منظر یہ ہے: حضور ﷺ کی عادت مبارک تھی کہ تبلیغی نقطہ نظر سے، موقع و محل کے مطابق، کبھی کبھی حاضرین کے سامنے گذشتہ اقوام کے عبرتناک اور سبق آموز واقعات بڑی تفصیل سے بیان فرماتے تھے تا کہ وہ ان کی روشنی میں اپنے اخلاق و عمل کی اصلاح کرسکیں اور ان خرابیوں سے بچیں، جنہوں نے اقوام و افراد کو تباہ اور اللہ تعالیٰ کو ان سے ناراض کر دیا تھا۔ اس حدیث میں بھی تین افراد کا ذکر کیا گیا ہے، جن کی سخاوت اور جود و عطا کی آزمائش ہوئی، مگر دو افراد ناکام ہوگئے۔ انہوں نے انتہائی کمینگی اور کنجوسی کا مظاہرہ کیا اور اللہ کے نام پر کچھ دینے سے انکار کر دیا چنانچہ وہ دوبارہ ذلت و رسوائی کے گڑھے میں گرادیے گئے۔

تیسرے شخص نے غرباء و مساکین کے حقوق اور انسانی ہمدردی و غمگساری کے تقاضوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے پردیسی مسافر کو بڑی خوش دلی اور فیاضی سے سواری کا جانور اور سامان سفر مہیا کیا اور کامیاب ہوا۔ یہ تین افراد اپاہج و معذور اور تین مختلف امراض اور احساس کمتری کا شکار تھے۔ ایک جذام زدہ کوڑھی، دوسرا گنجا اور تیسرا اندھا تھا، تینوں کی خواہش تھی کہ وہ ان عیوب و امراض سے نجات پائیں۔

ا۔ سب سے پہلے، کوڑھی شخص کے پاس، انسانی روپ میں ایک فرشتہ آیا اور اس سے پوچھا کہ اس کی سب سے بڑی خواہش کیا ہے؟ کوڑھی شخص نے مایوسی سے بھرے ہوئے، بڑے ہی حسرت زدہ لہجے میں کہا:

لوگ میری مکروہ صورت، مرجھائی ہوئی اور پھوڑے پھنسیوں سے بھری ہوئی جلد سے بہت نفرت کرتے ہیں، میرا جی چاہتا ہے صحت مند اور خوبصورت ہوجاؤں تا کہ لوگوں میں گھل مل کر رہوں اور کوئی مجھ سے نفرت نہ کرے۔ فرشتے

اگر دولت مند، سخاوت کو شعار بنالے تو کامیاب ہو جاتا ہے ورنہ بخیل و کنجوس اور ناشکرا قرار دے کر تنگدستی کے عذاب میں مبتلا کر دیا جاتا ہے

نے اس پر ہاتھ پھیرا اور وہ مکمل طور پر صحت یاب ہوگیا، ساری بیماری اور بدصورتی جاتی رہی اور وہ جو کوڑھی تھا، حسن و جمال کا پیکر اور جوان رعنا بن گیا۔ فرشتے نے اسے ایک اونٹنی اور برکت کی دعا دی اور چلا گیا یہ شخص دنوں میں امیر کبیر ''ساربان'' اور بے حساب اونٹوں کا مالک بن گیا۔

۲۔ پھر وہ فرشتہ، گنجے کے پاس گیا اور کہا: من پسند خواہش بیان کرو تاکہ پوری کی جائے۔ اس نے گھنے، ملائم اور لمبے بالوں کی خواہش ظاہر کی، جو پوری کردی گئی۔ فرشتے نے اسے ایک گائے اور دعا دی جس کی برکت سے ہر طرف اس کی گائیں ہی نظر آنے لگ گئیں اور ان سے پوری وادی بھر گئی، یہ شخص دیکھتے ہی دیکھتے علاقے کا رئیس اعظم بن گیا۔

۳۔ پھر وہ فرشتہ اندھے کے پاس آیا اور پوچھا: تمہارا مطلوب زندگی کیا ہے؟ بے تکلف مانگو، بروقت دے دیا جائے گا۔ اس نے دیکھنے والی روشن آنکھیں مانگیں، جو اسی وقت دے دی گئیں، وہ جو نابینا تھا، آنکھوں والا ہوگیا اور دائیں بائیں، آگے پیچھے اور اوپر نیچے دیکھنے لگ گیا۔ فرشتے نے جاتے جاتے اسے ایک بکری اور دعا دی اور غائب ہوگیا۔ بابرکت عطا و دعا سے پوری وادی بکریوں سے بھر گئی۔ تینوں افراد، بڑی ہی شاہانہ، قابل رشک، خوشحال اور محبوب ترین زندگی گزارنے لگے جس میں کوئی غم والم، فکر وفاقہ اور اندیشہ زیاں نہیں تھا، خوشیاں ان کے گھروں کی لونڈیاں بن گئیں۔ کچھ عرصہ بعد ان کے امتحان کا وقت آیا۔ وہی فرشتہ انسانی روپ میں، سب سے پہلے اس شخص کے پاس آیا جو کوڑھی تھا اور اسے اونٹنی دی تھی اور اس سے کہا:

میں ایک مسکین آدمی ہوں، وسائل ختم ہوجانے کے باعث سفر جاری رکھنے کے قابل نہیں رہا، آج اللہ کے سوا اور پھر تیرے سوا منزل مقصود تک پہنچانے والا کوئی نہیں ہے۔ جس اللہ نے تجھے حسین ترین جلد و رنگت عطا کی اور محنت ومشقت کے بغیر اتنے اونٹ دیئے اس کے نام پر سوال کرتا ہوں کہ مجھے سواری دے تاکہ سفر جاری رکھ سکوں۔ فرشتے کی یہ بات سن کر اس شخص کے تن بدن میں آگ لگ گئی اور اس یاد دہانی کو اپنی توہین سمجھا اور کہا: میں جدی پشتی امیر کبیر اور پیدائشی طور پر حسین ترین ہوں تو نے میری سابقہ زندگی کا ایسا بھیانک نقشہ کھینچ کر میری بے عزتی کی ہے، اس لئے تجھے کچھ نہیں دے سکتا۔ فرشتے نے بد دعا دی:

اِنْ كُنْتَ كَاذِبًا فَصَيَّرَكَ اللّٰهُ اِلٰى مَا كُنْتَ. ''اگر تو جھوٹا ہے تو اللہ تعالیٰ تجھے پہلے جیسا بنادے''۔

چنانچہ وہ بدقسمت پھر پہلے کی طرح کوڑھی بن گیا اور سارا مال برباد ہوگیا۔

پھر وہ گنجے کے پاس پہنچا اس نے بھی احسان مندوں اور بندوں والا کردار ادا نہ کیا اور گنجے پن کا ذکر سن کر بھڑک اٹھا اور اسے اپنی توہین قرار دیا اور اسی انجام سے دوچار ہوا، جو کوڑھی کا مقدر بنا تھا اور پہلے کی طرح گنجا اور کنگال ہوگیا۔

پھر وہ اندھے کے پاس آیا اور اس سے بھی اسی انداز میں سوال کیا۔ وہ جو پہلے اندھا تھا اپنی سابقہ زندگی اور غربت کو یاد کرکے اشک بار ہوگیا، مفلسی اور بے چارگی کے دن آنکھوں میں گھوم گئے، بڑی عاجزی کے ساتھ فرشتے سے گویا ہوا: میں واقعی پہلے اندھا اور غریب و مسکین تھا پھر اللہ نے کرم کیا اور مجھے بصارت و امارت سے نوازا، میں بینا اور امیر ہوگیا، بے شک یہ مالک کا مجھ پر بڑا احسان ہے، آج میں تجھے کھلی چھٹی دیتا ہوں کہ ریوڑ تیرے سامنے ہے، جتنی

بکریاں اور جو کچھ چاہے لے جا، میں تیرا ہاتھ نہیں روکوں گا۔ فرشتے نے جواب دیا: یہ سب کچھ تمہیں مبارک ہو، میں ان کا محتاج نہیں بلکہ فرشتہ ہوں، جو تمہاری آزمائش کے لئے آیا تھا خیرات نہ کرنے کے باعث تیرے دونوں ساتھی امتحان میں ناکام ہوگئے ہیں اور تو سخاوت و فیاضی کے سبب کامیاب ہوگیا ہے۔

دولت کے ساتھ آزمائش

دولت انسان کی کمزوری اور زندگی کی سب سے بڑی خواہش ہے، اس کی تگ و دو اور محنت و مشقت کا محور یہی دولت ہوتی ہے، تاکہ اسے پاکر دنیا کی آسائشیں اور زندگی کی راحتیں خریدے اور فراغت و آرام کے ساتھ رہے۔ انسان کی اس خواہش کی شدت کا یہ عالم ہے کہ اگر زور بازو اور لگاتار جدوجہد سے وہ حاصل ہوتی نظر نہ آئے تو وہ اللہ کے حضور گڑگڑانے، دعا کرنے اور اہل اللہ سے دعا کرانے کی طرف مائل ہوجاتا ہے، مقصود یہی ہوتا ہے کہ گوہر مراد بہرصورت اور جلد سے جلد ہاتھ آجائے۔ اگر کامیاب ہوجائے اور دولت سے جھولی بھر جائے تو ایک نئی آزمائش شروع ہوجاتی ہے۔ الٰہی قانون کے مطابق از خود اس پر کچھ حقوق عائد ہوجاتے ہیں اور ان جانی ذمہ داریوں کا بوجھ اس کے کندھوں پر آپڑتا ہے۔ وہ قانون یہ ہے کہ جب دولت مند بن جائے تو اللہ کی دوسری مخلوق کو بھی اس میں شریک کرے اور ان کی عزت نفس کو مجروح کئے بغیر اس طرح خدمت کرے کہ کسی کو پتہ بھی نہ چلے، اس عمل کو سخاوت اور جود و کرم کہتے ہیں، اگر دولت مند، سخاوت کو شعار بنالے تو کامیاب ہوجاتا ہے اور شکر گزار بندہ سمجھا جاتا ہے، ورنہ بخیل و کنجوس اور ناشکرا قرار دے کر پھر سے تنگدستی کے عذاب الیم میں مبتلا کردیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان عالی شان ہے:

وَلَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ.

''اگر تم شکر ادا کرو گے تو پہلے سے بھی بڑھ کر دوں گا، اور اگر ناشکری کرو گے، تو یاد رکھو! میرا عذاب بڑا سخت ہے''۔

اسی قسم کا ایک عبرتناک واقعہ دور نبوی ﷺ میں ظہور پذیر ہوا جس کا مرکزی کردار ثعلبہ بن حاطب ہے۔ اس کے دل میں دولت کی ہوس چٹکیاں لینے لگی، جب سب کچھ مل گیا تو اس نے خیرات و سخاوت کے تقاضوں کو نظر انداز کردیا، جس کا انجام بہت خطرناک ہوا، تفصیل یہ ہے۔

خیرات نہ کرنے کا انجام

۱۔ ثعلبہ، افلاس و غربت کے ماحول میں زندگی گزارنے والا ایک خستہ حال، غریب آدمی تھا۔ سوچنے لگا ہر مایوسی، اداسی اور مجبوری کا علاج دولت ہی ہے یہ مل جائے تو ہر آرزو پوری ہوسکتی ہے، اس لئے حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی:

اُدْعُ اللّٰهَ اَنْ يَرْزُقَنِيْ مَالًا. ''آپ دعا کریں، اللہ مجھے دولت عطا کردے''۔

حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: وَيْحَكَ يَاثعلبة! قَلِيْلٌ تُؤَدِّيْ شُكْرَهٗ خَيْرٌ مِنْ كَثِيْرٍ لَاتُطِيْقُهٗ.

''اے ثعلبہ! تجھ پر افسوس ہے! وہ تھوڑی چیز جس کا تو شکر ادا کردے، اس کثیر چیز سے بہتر ہے، جس کی تو طاقت نہ رکھتا ہو''۔

اس نے سرکار کی بات سن لی مگر اس کے اپنے دل سے یہ بات نہ گئی، ایک دن پھر اپنی درخواست لے کر حاضر ہوا۔ حضور ﷺ نے پھر سمجھایا: تم ہماری زندگی کو نہیں دیکھ رہے، اللہ کی قسم!

لَوْشِئْتُ اَنْ تَسِيْرَا لْجِبَالُ مَعِيَ ذَهَبًا وَفِضَّةً لَسَارَتْ.

''اگر ہم چاہتے تو سونے اور چاندی کے پہاڑ ہمارے ساتھ چلتے''

مطلب یہ تھا کہ ہم یہ نہیں چاہتے تم بھی نہ چاہو، اس نے پھر عرض کی:
وَالَّذِیْ بَعَثَکَ بِالْحَقِّ، لَئِنْ دَعَوْتَ اللّٰهَ فَرَزَقَنِیْ مَالًا لَاُعْطِیَنَّ کُلَّ ذِیْ حَقٍّ حَقَّهٗ.
''میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں، جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے، اگر آپ نے دعا کردی پھر اللہ نے مجھے دولت دے دی، تو میں ہر حق دار کا حق ادا کروں گا''۔

جب ثعلبہ نے بہت زیادہ اصرار کیا تو سرکار نبی پاک ﷺ نے دعا کردی۔
اَللّٰهُمَّ ارْزُقْ ثَعْلَبَةَ مَالًا. ''اے اللہ! ثعلبہ کو دولت دے دے''۔

۲۔ یہاں سے اس کے مال مویشی اور دولت کے بڑھنے کا سلسلہ شروع ہوگیا، جانور اس طرح بڑھنے، پھیلنے اور پھلنے پھولنے لگے، جس طرح کیڑے مکوڑے پھیلتے ہیں۔ ثعلبہ ان کی دیکھ بھال میں لگ گیا، پہلے ہر وقت مسجد میں حاضر رہتا اور باجماعت نماز ادا کرتا تھا پھر معمول میں فرق آ گیا، ریوڑ کے لئے مدینہ میں جگہ تنگ ہوگئی، تو مدینہ سے باہر جگہ لے لی، حاضری میں مزید کمی آ گئی اور پھر یہ سلسلہ جاری ہی رہا، یہاں تک کہ آٹھویں دن صرف جمعہ کے لئے آنے لگا پھر اس سے بھی محروم ہوگیا اور سال بعد صرف عید کے لئے آنے لگا۔ ایک دن سرکار نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرامؓ سے ثعلبہ کے بارے میں پوچھا، تو انہوں نے سب کچھ بتادیا: یارسول اللہ! اس کا ریوڑ اتنا بڑھ گیا ہے کہ مدینہ میں نہیں سما سکتا، اس لئے وہ دور دراز علاقے میں چلا گیا ہے۔ سرکار نے فرمایا:

سخاوت، خدمت خلق اور عبادت سمجھ کر صدقات و خیرات کی ادائیگی ہی دولت کو محفوظ رکھتی ہے

یَاوَیْحَ ثَعْلَبَةَ، یَاوَیْحَ ثَعْلَبَةَ، یَاوَیْحَ ثَعْلَبَةَ.
''ثعلبہ پر افسوس! ثعلبہ پر افسوس! ثعلبہ پر افسوس!''
آپ ﷺ نے تین بار اظہار افسوس فرمایا، یہ ایک غمناک اور کرب انگیز صورت حال تھی، جس نے حاضرین کو مغموم و پریشان کردیا اور وہ سمجھ گئے کہ آنے والے حالات، ثعلبہ کے حق میں نہیں ہیں۔

۳۔ ان ہی دنوں میں اللہ تعالٰی کی طرف سے حکم نازل ہوا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ!
خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَ تُزَکِّیْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَیْهِمْ اِنَّ صَلٰوتَکَ سَکَنٌ لَّهُمْ.
''آپ ان سے زکوۃ و صدقات لے کر انہیں ہر آلودگی سے پاک کریں اور صاف ستھرا بنائیں اور ان کے لئے دعائے خیر کریں، بے شک آپ کی دعا ان کے لئے سامان تسکین ہے''۔

حضور نبی کریم ﷺ نے اس حکم کی تعمیل کے لئے اہل کاروں کے مختلف گروپ تشکیل دیئے اور انہیں زکوۃ و صدقات کی وصولی کے لئے ہر طرف بھیجا دو جوانوں کو ثعلبہ کی طرف بھی روانہ کیا، جب یہ دونوں اہل کار، ثعلبہ کے پاس پہنچے اور حضور ﷺ کا حکم سنایا، تو وہ سوچ میں پڑ گیا، فوری طور پر تعمیل کی بجائے تنگ دلی سے بولا: آپ لوگ آگے سے ہو آئیں، میں صورت حال پر غور کروں گا۔

یہیں سے ثعلبہ کی بربادی کا آغاز ہوگیا، اس بے ادبی نے اس کے چاروں طرف تاریکیوں اور محرومیوں کے جال بُن دیئے، اسے یاد ہی نہ رہا کہ یہی وہ بارگاہ ہے، جہاں سے اسے خوشحالی، دولت اور رزق کی فراوانی نصیب ہوئی ہے۔ وہ کچھ عرصہ پہلے ایک محروم و مایوس، غریب و مسکین، غربت زدہ اور معاشرے کا حقیر ترین انسان تھا، جسے پسماندگی اور ذلت کی دلدل سے نکال کر، اوج کمال تک پہنچادیا گیا، سارے ریوڑ، مال مویشی ان ہی کی عطا ہیں، اگر وہ دعا نہ کرتے تو آج بھی وہ غربت و افلاس کے ناقابل رحم ماحول میں سسک سسک کر زندگی گزار رہا ہوتا، نادان، احسان فراموش سب کچھ

بھول گیا اور ایک نامناسب فیصلہ کرکے بیٹھ گیا۔ سلمی جوان اپنے ساتھی کے ساتھ، صدقات وصول کرنے کے لئے دوسرے لوگوں کے پاس پہنچا، سب نے خوش دلی سے صدقات دیئے اور حکم ربانی کی تعمیل کی۔ اس ادئیگی میں لوگوں کے جوش وخروش اور اخلاص ومروت کا یہ عالم تھا کہ ایک سلمی شخص زکوٰۃ کی ادائیگی کے لئے اپنے مال مویشی میں سے ایسے جانور چن کر لایا، جو سب سے قیمتی، خوبصورت اور موٹے تازے تھے، اہلکار نے کہا: ہم اتنا نفیس اور قیمتی جانور قبول نہیں کریں گے، ہمیں درمیانے درجے کا جانور قبول کرنے کا حکم ہے تاکہ نہ مالک کا نقصان ہو نہ بیت المال کا۔ زکوٰۃ دینے والے مخلص انسان نے جواب دیا: میں تنگ دلی سے نہیں بلکہ خوشی سے اپنے ریوڑ سے چن کر یہ شاندار جانور لایا ہوں تاکہ اپنے اللہ اور رسول ﷺ کی بارگاہ میں نفیس ترین چیز پیش کروں، اس لئے آپ یہ قبول کرکے مجھ پر احسان کریں، میری خوشی اسی میں ہے۔ لوگوں سے زکوٰۃ وصدقات وصول کرکے، دونوں سرکاری اہلکار واپسی پر پھر ثعلبہ کے پاس آئے اور پوچھا: تم نے زکوٰۃ کی ادائیگی کے بارے میں کیا سوچا ہے؟ ثعلبہ نے بڑے روکھے لہجے میں جواب دیا: میں سمجھتا ہوں یہ ایک جبری ٹیکس ہے، تم ابھی چلے جاؤ، میں بعد میں غوروفکر کرکے کوئی فیصلہ کروں گا۔ دونوں اہلکار جب سرکار نبی پاک ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور مال زکوٰۃ پیش کیا تو آپ ﷺ نے ان کی رپورٹ اور روداد سننے سے پہلے ہی فرمایا: ثعلبہ پر بہت ہی افسوس ہے۔ دونوں اہلکاروں نے سلمی جوان کا بھی ذکر کیا جس نے بڑے جوش وجذبے اور اخلاص کے ساتھ شاندار مال زکوٰۃ پیش کیا تھا۔ یہ سن کر حضور ﷺ بہت خوش ہوئے اور اس سلمی کو دعا دی۔ پھر دونوں نے ثعلبہ کا واقعہ پیش کیا۔ اس کے نامناسب رویئے اور روکھی پھیکی باتوں سے، حضور ﷺ کو بہت دکھ ہوا، اسی موقعہ پر اس کی مذمت میں یہ آیت نازل ہوئی۔

وَمِنْهُمْ مَنْ عَاهَدَ اللّٰهَ لَئِنْ آتَانَا مِنْ فَضْلِهِ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُونَنَّ مِنَ الصَّالِحِينَ، فَلَمَّا آتَاهُمْ مِنْ فَضْلِهِ، بَخِلُوا بِهِ وَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ.

''ایسے لوگ بھی ہیں، جنہوں نے عہد وپیماں کیا تھا کہ اگر اللہ نے اپنے فضل وکرم سے ہمیں دیا تو، ہم صدقہ دیں گے اور خیروبرکت اور نیکی کے علمبردار رہیں گے، لیکن جب اللہ نے انہیں، اپنے فضل سے سب کچھ دیا تو انہوں نے کنجوسی کو شعار بنالیا اور منہ موڑ کر چل دیئے''۔

ثعلبہ کے رشتہ داروں میں سے کسی نے بارگاہ رسالت ﷺ کی یہ ساری رپورٹ اور کارروائی اس تک پہنچادی اور ملامت کی کہ تم نے یہ بھونڈا کردار ادا کرکے، اپنی دنیا وآخرت تباہ کرلی ہے۔ دولت کو، ''سخاوت، خدمت خلق اور عبادت سمجھ کر صدقات وخیرات کی ادائیگی'' ہی محفوظ رکھتی ہے اور آفات سے بچاتی ہے، تم نے کنجوسی بھی کی ہے اور حکم عدولی بھی، اور بارگاہ رسالت ﷺ کی بے ادبی بھی۔ تم دولت کے امتحان میں ناکام ہوگئے ہو، اب نتیجہ بھگتنے کے لئے تیار ہوجاؤ۔ یہ سن کر ثعلبہ کے ہوش اڑ گئے، انجام کے تصور سے دل ودماغ پر غم کے بادل چھاگئے، فوراً زکوٰۃ نکالی اور لے کر حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوگیا۔ لیکن آپ ﷺ نے قبول کرنے سے انکار کردیا اور فرمایا: مجھے اللہ نے تیرا صدقہ قبول کرنے سے منع کردیا ہے۔ ثعلبہ، خائب وخاسر لوٹ گیا، جب حضرت ابوبکرؓ خلیفہ بنے تو وہ مال زکوٰۃ لے کر حاضر ہوا، مگر آپؓ نے بھی قبول کرنے سے انکار کردیا کہ جب رسول کریم ﷺ نے قبول نہیں کیا تو میں کیسے کرسکتا ہوں؟ پھر حضرت عمر فاروق اعظمؓ کے دور خلافت میں بھی آیا، مگر آپؓ نے بھی قبول نہ کیا، آخر حضرت عثمان غنیؓ کے عہد مبارک میں اس کا انتقال ہوگیا اور کسی نے بھی اس کے مال کو پذیرائی نہ بخشی۔

تعلیماتِ قادریہ

ڈاکٹر طاہر حمید تنولی

حضرت غوث الاعظم قدس اللہ سرہ العزیز نے فرمایا:

اذا مت عن الخلق قيل لک رحمک الله واماتک عن الهوى. واذامت عن هواک قيل لک رحمک الله واماتک عن ارادتک ومناک. واذا مت عن الاراد ة ومناک قيل لک رحمک الله واحياک فحيننذ تحي حيوة لا موتی بعدها.

''جب تو مخلوق سے اپنے آپ کو منقطع کرلے گا اور مخلوق سے تیری ساری امیدیں ختم ہوجائیں گی اور تو مخلوق کی بجائے اللہ سے وابستہ ہوجائے گا تو تجھے کہا جائے گا تجھ پر اللہ کی رحمت ہو اور تیری خواہش نفس مرجائے اور جب تو اپنی خواہش نفس سے آزاد اور فارغ ہوجائے گا تو تجھے کہا جائے گا تجھ پر اللہ کی رحمت ہو اور تیرا ارادہ و آرزو مرجائے اور جب اللہ کے ارادے کے سامنے تیرا ارادہ اور آرزو ختم ہوجائیں گے تو تجھے کہا جائے گا تجھ پر اللہ کی رحمت ہو اور اب تجھے زندہ کیا جائے گا۔ پس اب یہ وہ زندگی ہے جس کے بعد کوئی موت نہیں''۔

حضرت غوث الاعظم کا یہ فرمان مبارک تہذیب نفس اور روحانی تربیت کے حوالے سے نہ صرف آپ کی تعلیمات کا جامع بیان ہے بلکہ سالک کے تمام روحانی سفر کا اجمال بھی ہے۔ اگر ہم اسلام کے عطا کردہ نظام روحانیت اور طریق تربیت کو دیکھیں تو یہ امر واضح ہوتا ہے کہ قرآن حکیم کے بیان کردہ انسان مرتضٰی اور مرد کامل کی منزل کے حصول میں بندہ مومن کو جن بنیادی مشکلات سے گزرنا پڑتا ہے وہ یہی ہیں:

۱۔ مخلوق سے وابستہ آرزوؤں، آلام، خوف اور حزن کی قید

۲۔ خواہش نفس کی پرستش

۳۔ اپنے باطل ارادوں اور آرزوؤں کے سراب

سالک کے روحانی کمال کا مدعا یہ ہے کہ وہ ان تینوں خطرناک وادیوں سے گزر کر قلب سلیم کی دولت سے مالا مال ہو اور اس کا حال یہ ہو کہ:

۱۔ زندگی کی تمام آزمائشوں اور خطرات میں مخلوق سے امید و توقع کو منقطع کرکے اپنے آپ کو اللہ کی بارگاہ سے متعلق رکھے۔ اس کی مثال اللہ کے سامنے یوں ہی ہو جس طرح مردہ بدست زندہ ہوتا ہے۔ یا جس طرح مریض طبیب کے سامنے ہوتا ہے۔ کیونکہ طبیب کبھی بھی مریض کا برا نہیں سوچتا۔ گو کہ مریض کو طبیب کے کئی اقدامات ناخوشگوار محسوس ہوتے ہیں مگر ان تمام اقدامات اور دواؤں کی کڑواہٹ کا مقصود مریض کی صحت یابی ہوتا ہے۔ اس طرح جب اللہ

رب العزت بندے کو مشکلات کی سختی سے گزارتا ہے تو اس کا مقصود بندہ کی تربیت اور اصلاح ہوتا ہے نہ کہ بندے کو تکلیف محض میں مبتلا کرنا۔ جب بندہ اپنے آپ کو ہر طرح کے گلہ وشکوہ سے بلند ہوکر اللہ کی بارگاہ سے متعلق رکھے گا تو اس کا لازمی نتیجہ قربت و رضائے خداوندی کے حصول کی صورت میں سامنے آئے گا۔

۲۔ بندہ اپنی خواہش نفس کی قید سے نکلے۔ قرآن حکیم میں اس بندے کے حال کو قابل افسوس قرار دیا گیا ہے جو اپنی خواہش نفس کو اپنا خدا بنالیتا ہے کیونکہ انسانی نفس کبھی بھی زندگی کی ترجیحات میں چناؤ کرتے ہوئے اس طرف نہیں بڑھتا جو رضائے خداوندی کی راہ ہو بلکہ اس کی روش ہمیشہ اس کے برعکس ہی ہوتی ہے۔ جیسا کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا۔ لہذا بندے کو نفس کے خطرات کا نگران رہنا اور ان سے بچنے کی سعی کرتے رہنا چاہیے۔

۳۔ اور آخری بات یہ ہے کہ بندہ اپنے ارادے اور آرزو کو اللہ کے ارادے کے سامنے سرنگوں کردے کیونکہ غالب اور کارفرما تو اللہ کے ارادے نے ہی ہونا ہے۔ یہی سبب ہے کہ تعلیمات اسلام میں اس امر کو مسلمانوں کی تربیت کا حصہ بنایا گیا ہے۔ ایک مرد مومن کی کوئی سوچ، فکر اور بات انشاء اللہ اور ماشاء اللہ کے بغیر نہیں ہوتی۔ جس کا مفہوم یہ ہے کہ وہی کچھ ہوگا جو اللہ چاہے گا اور وہی کچھ ہوا ہے جو اللہ نے چاہا ہے۔ کیونکہ تمام قوت و اقتدار اور اختیار کا مالک وہی ہے۔

حضرت غوث الاعظم کا یہ فرمان مبارک تعلیمات اسلام کے عملی اطلاق کو بیان کرتا ہے جو ایک عام صاحب ایمان کو بندہ مولا صفات کی منزل تک پہنچانے کا عملی دستور ہے۔ جس پر عمل کرکے بندہ اس حال کا حامل بن سکتا ہے کہ

ہاتھ ہے اللہ کا بندۂ مومن کا ہاتھ
غالب و کار آفریں، کار کشا، کار ساز
(اقبالؒ)

❀❀❀❀❀❀

محترم الشیخ محمد ہشام الکبانی کی شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری سے خصوصی ملاقات



گزشتہ ماہ اسلامک سپریم کونسل آف امریکہ کے بانی و چیئرمین، معروف روحانی پیشوا محترم الشیخ محمد ناظم الحقانی کے داماد معروف دینی شخصیت محترم الشیخ محمد ہشام الکبانی نے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری سے لندن میں خصوصی ملاقات کی اور بہت سارے علمی، تحقیقی اور عالم اسلام کے مسائل پر تنہائی میں بات چیت کی۔ ملاقات کے دوران شیخ الاسلام نے محترم الشیخ محمد ناظم الحقانی کے ساتھ گزارے ہوئے لمحات کا ذکر بھی کیا۔ بعد ازاں محترم الشیخ محمد ہشام الکبانی نے نماز جمعہ کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے شیخ الاسلام اور تحریک منہاج القرآن کی عالم اسلام اور عالم اقوام کے لئے کی جانے والی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا۔

الفقہ

آپ کے دینی مسائل

مفتی عبدالقیوم خاں ہزاروی

سوال: کیا مرد اپنی فوت شدہ بیوی کو غسل دے سکتا ہے اسے چھو سکتا ہے یا نہیں کیا اس کا چہرہ دیکھ سکتا ہے یا نہیں؟ نیز جس چادر پر آیات الکرسی لکھی ہو وہ مردے کے ساتھ دفن کی جاسکتی ہے یا کہ نہیں؟

جواب: عورت کے مرجانے کے بعد شوہر نہ اسے نہلاسکتا ہے اور نہ ہی اسے چھوسکتا ہے اور دیکھنے کی ممانعت نہیں۔ عوام میں جومشہور ہے کہ شوہر عورت کے جنازہ کو نہ کندھا دے سکتا ہے اور نہ قبر میں اتار سکتا ہے اور نہ ہی منہ دیکھ سکتا ہے، یہ غلط ہے صرف نہلانے اور اس کے بدن کو بلا حائل ہاتھ لگانے کی ممانعت ہے۔

قرآنی آیات کی ادب و تعظیم نہایت ضروری ہے لہذا اگر چادر یا کسی کپڑے پر قرآنی آیات لکھی ہوں ان کا مردے کے ساتھ دفن کرنا جائز ہے مگر یہ شرط ہے کہ وہ آیات چھاتی اور سر پر ہوں یعنی کپڑے کا وہ حصہ سر اور چھاتی پر ہو۔

سوال: کیا غصب کردہ زمین یا کسی دوسری وجہ سے دفن کے بعد میت کو دوسری جگہ منتقل کرنا جائز ہے؟ ائمہ اربعہ کی آراء کی روشنی میں وضاحت فرمائیں؟

جواب: میت کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے میں آئمہ اربعہ کی مختلف آراء ہیں۔

مالکیہ کے نزدیک: میت کو دفن کرنے سے پہلے اور بعد ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنا تین شرطوں کے ساتھ جائز ہے۔

۱۔ انتقال جسم کی وجہ سے اس کا جسم ٹوٹ پھوٹ کا شکار نہ ہو۔ ۲۔ میت کی بے حرمتی نہ ہو۔

۳۔ نقل کرنے میں مصلحت وضرورت ہو، مثلاً سیلاب وغیرہ کا خطرہ ہو یا خاندان کے قریب کرنا تاکہ وہ زیارت کرسکیں۔

حنفیہ کے نزدیک: مستحب یہ ہے کہ جہاں مرے وہیں دفن کیا جائے لیکن دفن سے پہلے اسے ایک شہر سے دوسرے شہر کی طرف منتقل کرنا جائز ہے۔ بشرطیکہ جسم کے خراب ہونے اور بدبودار ہونے کا خطرہ نہ ہو لیکن دفن کرنے کے بعد اسے نکالنا صرف دوصورتوں میں جائز ہے۔

۱۔ اذا کانت الارض التی دفن فیھا مغضوبة. ”جب زمین غصب کردہ ہے“

۲. او اخذت بعد دفنه بشفعه. ”یا دفن کے بعد اسے کسی نے حق شفعہ کی بناء پر لے لیا“۔

شافعیہ کے نزدیک: میت کو دفن کرنے سے پہلے دوسری جگہ منتقل کرنا حرام ہے۔ گو میت کے جسم کے

خراب ہونے کا خوف نہ ہو۔ ہاں اگر ان لوگوں کی عادت تھی کہ کسی اور شہر میں اپنے مردے دفن کرتے تھے تو نقل میت جائز ہے۔ ہاں اس حرام سے چند صورتیں مستثنیٰ ہیں مثلاً مکہ شریف، مدینہ منورہ، بیت المقدس وہاں سے قریب ہے یا نیک لوگوں کی قبریں قریب ہیں تو برکت کے لئے وہاں میت کو منتقل کرنا سنت ہے۔ بشرطیکہ میت کے بدبودار ہونے کا ڈر نہ ہو۔ ورنہ حرام۔ یہ تفصیل اس وقت ہے کہ جب میت کو مقام وفات پر غسل وکفن دیدیا گیا اور نماز جنازہ کردی گئی۔ اس سے پہلے مطلقاً انتقال میت حرام ہے۔ اسی طرح دفن کرنے کے بعد بھی اسے بلا ضرورت دوسری جگہ منتقل کرنا حرام ہے۔ مثلاً غصب شدہ زمین ہے اور مالک کا مطالبہ ہے تو وہاں سے میت کو منتقل کیا جائے گا۔

حنابلہ کے نزدیک: کسی صحیح مقصد کے تحت میت کو دوسری جگہ منتقل کرنا جائز ہے مثلاً کسی بابرکت جگہ یا کسی نیک آدمی کے قریب دفن کرنا چاہیں۔ بشرطیکہ بدبودار ہونے کا خوف نہ ہو، اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ دفن سے پہلے ہو یا دفن کے بعد (الفقہ علی المذاہب الاربعہ. علامہ الجزیری ص ۵۳۷ ج ۱، شامی ص ۲۳۸ ج ۲، البحرالرائق ص ۲۱۰ ج ۲)

غور کرنے سے حنفی مسلک ہی بہتر نظر آتا ہے کہ زمین غصب کردہ میں میت دفن کی گئی ہے، یا کسی کی ملکیت میں زمین تھی وقف نہ تھی اور مالک سے اجازت نہ مل سکی تو ان دو صورتوں میں میت کو قبر سے نکالنا جائز ہے ورنہ نہیں۔

سوال: کیا اسلام میں سوگ منانے اور تعزیت کرنے کا جواز ہے اگر جواز ہے تو کتنے دن تک ہے؟

جواب: اسلام میں سوگ منانا جائز ہے اور تین دن تک سوگ منایا جاسکتا ہے اس سے زیادہ نہیں۔ لوگ آئیں، فاتحہ پڑھیں، اظہار تعزیت کریں۔ اس سے سوگوار خاندان کو ہمدردی و محبت کا احساس ہوتا ہے۔ گویا تمام مسلمان بھائی اس کے دکھ میں شریک ہیں۔ اس سے حوصلہ، صبر اور اخوت اسلامی کے جذبات فروغ پاتے ہیں۔ یہ اچھی باتیں ہیں ہاں ہر روز آنے والے اہل خانہ کے آرام، کام اور ضروریات کا بھی خیال رکھیں، وہاں بیٹھ کر گپ شپ لگانا، کھانا پینا اور اہل میت پر بوجھ بننا کسی طور پر جائز نہیں بلکہ گناہ ہے اور ان کے صدمہ میں اضافہ کرنا ہے۔ ہاں خاوند کے مرنے پر بیوی چار ماہ دس دن تک سوگ منائے گی۔

اسی لئے ان خرابیوں سے بچنے کے لئے بزرگوں نے یہ طریقے نکالے کہ آنے والے تلاوت قرآن کریں۔ ذکر و درود وسلام پڑھیں۔ دیگر کلمات طیبات کا ورد کریں۔

❀❀❀❀❀❀

وظائف و اوراد

معزز قارئین! تحریک منہاج القرآن دورحاضر میں اصلاح احوال اور احیائے اسلام کی عظیم علمی، فکری اور روحانی تحریک ہے۔ قائد تحریک شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری جملہ مسلمانوں کے لئے خیر خواہی، نفع بخشی اور فیض رسانی کے عمل مسنون میں شب و روز مصروف رہتے ہیں۔ بہت سارے احباب شیخ الاسلام سے اپنے روحانی معاملات اور ظاہر و باطن کے امراض کی دوری کے لئے رہنمائی طلب کرتے رہتے ہیں مگر حد درجہ مصروفیات کی بناء پر ہر طالب کے مسئلے کا جواب دینا ممکن نہیں ہوتا۔ لہذا شیخ الاسلام کی ہدایات کے مطابق احباب کے مسائل کے حل کے لئے روحانی وظائف و اوراد کے عنوان سے ماہنامہ منہاج القرآن میں یہ سلسلہ شروع کیا گیا ہے۔ آپ بھی اپنے روحانی مسائل کے حل اور ظاہر و باطن کی امراض کی دوری کے لئے سوال بھیج کر رہنمائی حاصل کرسکتے ہیں۔ (ادارہ)

سوال: میں FSc کا سٹوڈنٹ ہوں اور میری نظر دن بدن کمزور ہوتی جارہی ہے۔ نظر کی کمزوری کی دوری اور بصارت میں اضافے کیلئے رہنمائی فرمائیں۔ (حماد مشتاق۔ لاہور)

جواب: اگر کوئی شخص آنکھ کی کسی بیماری میں مبتلا ہو یا اسے نظر کی کمزوری کی شکایت ہو تو اس کے لئے یہ وظیفہ مفید ہے:

فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَآءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ O (ق، ۵۰:۲۲)

اس وظیفہ کو ۷ مرتبہ پڑھیں اور ہر بار ابتدا میں درود شریف پڑھیں پھر آخر میں دونوں انگوٹھوں پر پھونک مار کر اپنی آنکھوں پر مل لیں یا مریض کی آنکھوں پر دم کریں۔ اس وظیفہ کو حسب ضرورت جاری رکھیں۔ حسب ضرورت ایک تسبیح (۱۰۰ مرتبہ) جمعہ یا پیر کی شب کریں۔

سوال: ہم دیہات میں رہتے ہیں اور یہاں کسی نہ کسی کو آئے دن سانپ اور بچھو کاٹ جاتے ہیں۔ سانپ اور بچھو سے حفاظت کیلئے اور ان کے کاٹے کے علاج کیلئے وظیفہ تجویز فرمائیں۔ (عقیل احمد۔ سرگودھا)

جواب: سانپ اور بچھو سے حفاظت اور ان کے کاٹے کے علاج کے لئے درج ذیل وظیفہ پڑھیں:

وظائف و اوراد کرنے کی شرائط

ان وظائف و اوراد کے کرنے والے شخص پر لازم ہے کہ

☆ اللہ، اس کے رسول ﷺ، صحابہ کرامؓ، اہل بیت اطہارؓ اور اولیائے کرامؒ سے محبت و تکریم کرے۔

☆ ہمہ وقت طہارت اور وضو سے ہو۔

☆ نماز پنجگانہ کا پابند ہو۔

☆ زبان کو بری اور لغو باتوں سے محفوظ رکھے۔

☆ صدقہ و خیرات کی کثرت کرے۔

☆ اللہ کی مخلوق سے اپنے معاملات درست رکھے۔

☆ تقویٰ، امانت و دیانت اور اخلاق اقدار کو اپنا کردار بنائے۔

☆ اللہ کے ذکر اور حضور ﷺ پر درود و سلام کی کثرت کرے۔

☆ وقت، جان اور مال کی قربانی کے ذریعے اسلام کی خدمت کرے۔

سَلٰمٌ عَلٰى نُوۡحٍ فِى الۡعٰلَمِيۡنَ O (الصافات، ۳۷:۷۹)

یہ وظیفہ ۱۰۰ بار پڑھ کر صبح و شام دم کریں۔ پانی دم کر کے پئیں/ پلائیں۔ اوّل و آخر ۱۱، ۱۱ مرتبہ درود شریف پڑھیں۔ کاٹے کے علاج کے لئے یہ وظیفہ حسب ضرورت کرتے رہیں، ان شاء اللہ زہریلے اثرات زائل ہو جائیں گے۔

سوال: میری شادی کو آٹھ سال کا عرصہ گزر چکا ہے مگر اولاد نہیں ہے۔ حصول اولاد کیلئے کوئی وظیفہ تجویز فرمائیں۔ (محمد پرویز۔ چنیوٹ)

جواب: اگر کسی شادی شدہ خاتون کے اولاد نہ ہوتی ہو تو حصول اولاد کے لئے درج ذیل وظائف پڑھنے سے ان شاء اللہ امید بر آئے گی۔

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوۡا رَبَّكُمُ الَّذِىۡ خَلَقَكُمۡ مِّنۡ نَّفۡسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنۡهَا زَوۡجَهَا وَ بَثَّ مِنۡهُمَا رِجَالًا كَثِيۡرًا وَّ نِسَآءً ۚ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِىۡ تَسَآءَلُوۡنَ بِهٖ وَالۡاَرۡحَامَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيۡكُمۡ رَقِيۡبًا O (النساء، ۴:۱)

اس وظیفہ کو ۱۱ بار یا ۴۰ بار صبح و شام پڑھ کر دم کریں۔ پانی دم کر کے پئیں۔ اوّل و آخر ۱۱، ۱۱ مرتبہ درود شریف پڑھیں۔ اس وظیفہ کو ۴۰ دن یا مقصد پورا ہونے تک جاری رکھیں ان شاء اللہ اولاد کی نعمت نصیب ہو گی۔

دوسرا وظیفہ: حصول اولاد کے لئے درج ذیل آیات قرآنی کا وظیفہ بھی مفید و مؤثر ہے:

هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ قَالَ رَبِّ هَبۡ لِىۡ مِنۡ لَّدُنۡكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً اِنَّكَ سَمِيۡعُ الدُّعَآءِ O فَنَادَتۡهُ الۡمَلٰۤئِكَةُ وَهُوَ قَآئِمٌ يُّصَلِّىۡ فِى الۡمِحۡرَابِ اَنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحۡيٰى مُصَدِّقًۢا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ سَيِّدًا وَّ حَصُوۡرًا وَّ نَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيۡنَ O قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوۡنُ لِىۡ غُلٰمٌ وَّ قَدۡ بَلَغَنِىَ الۡكِبَرُ وَامۡرَاَتِىۡ عَاقِرٌ ؕ قَالَ كَذٰلِكَ اللّٰهُ يَفۡعَلُ مَا يَشَآءُ O (آل عمران، ۳:۳۸۔۴۰)

اس وظیفہ کو ۱۱ بار یا ۴۰ بار صبح و شام پڑھیں۔ پانی دم کر کے پئیں/ پلائیں۔ اوّل و آخر ۱۱، ۱۱ مرتبہ درود شریف پڑھیں۔ یوں بھی کر سکتے ہیں کہ جب یہی آیات آخری بار (گیارھویں یا چالیسویں مرتبہ) پڑھیں تو آخر میں یہ کلمات "قَالَ كَذٰلِكَ اللّٰهُ يَفۡعَلُ مَا يَشَآءُ" ۱۰۰ مرتبہ تسبیح کے طور پر پڑھیں۔ اس وظیفہ کو حصول مراد تک جاری رکھیں ان شاء اللہ اولاد کی نعمت نصیب ہو گی۔

تیسرا وظیفہ: یَا مُتَکَبِّرُ... اس وظیفہ کی کثرت کرنے والے کو اللہ تعالیٰ نیک اور متقی اولاد سے نوازتا ہے۔

اوّل و آخر ۱۱، ۱۱ مرتبہ درود شریف پڑھ کر اس کا ورد سو (۱۰۰) مرتبہ روزانہ کریں۔

چوتھا وظیفہ: یَا مُصَوِّرُ.... جو عورت بانجھ ہو سات دن تک مسلسل روزے رکھے اور ہر روز افطاری کے وقت اکیس مرتبہ اس وظیفہ کو پڑھ کر پانی پر دم کر کے پئے تو اللہ تعالیٰ اسے اولاد سے نوازے گا۔

☆☆☆☆☆☆

روزے کی فرضیت وفضیلت

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری

یہ بات محتاج وضاحت نہیں کہ ارکان اسلام میں روزہ تیسرا بنیادی رکن ہے جس کی پابندی شہادت توحید و رسالت اور نماز کے بعد فرض کا درجہ رکھتی ہے۔

قرآن حکیم میں اللہ رب العزت روزے کی فرضیت کے باب میں بلا استثنائے مرد و زن تمام اہل ایمان سے ارشاد فرماتے ہیں:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ (البقرة، ۲:۱۸۳)

''اے ایمان والو! تم پر اسی طرح روزے فرض کیے گئے ہیں، جیسے تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے، تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ''۔

اس آیہ کریمہ میں دو باتیں بصراحت بیان کی گئی ہیں۔ ایک یہ کہ روزے صرف امت محمدیہ ﷺ پر ہی نہیں بلکہ امم سابقہ پر بھی فرض کیے گئے' دوسرا روزے کا مقصد بیان کیا گیا ہے۔

۱۔ ثقہ روایت کے مطابق روزے کی فرضیت کا حکم دوسری صدی ہجری میں تحویلِ کعبہ کے واقعہ سے دس روز بعد ماہِ شعبان میں نازل ہوا۔ آیت روزہ شعبان کے مہینے میں نازل ہوئی، جس میں رمضان المبارک کو ماہ صیام قرار دیتے ہوئے باری تعالیٰ نے اہل ایمان سے ارشاد فرمایا:

فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ۔ (البقرة، ۲:۱۸۵)

''پس تم میں سے جو کوئی اس مہینہ کو پالے تو وہ اسکے روزے ضرور رکھے''۔

اس آیہ مبارکہ میں روزہ رکھنے کا حکم ہر اس صاحبِ ایمان کو دیا گیا ہے، جو اپنی زندگی میں اس ماہ مقدس کو پالے۔

امت مصطفوی ﷺ سے پہلے یہود و نصاریٰ دس محرم الحرام (عاشورہ) کا روزہ باہتمام رکھتے تھے۔ اسی طرح ہر قمری مہینے کی تیرھویں' چودھویں اور پندرھویں تاریخ کے تین دن جنہیں ایام بیض سے موسوم کیا جاتا ہے' کے روزے پہلی امتیں بڑے اہتمام کے ساتھ رکھا کرتی تھیں۔ رمضان المبارک کے روزوں کی فرضیت کے بعد ان روزوں کی حیثیت بریں بنا سنت کا درجہ اختیار کرگئی کہ آنحضور ﷺ کا عاشورہ اور ایام بیض کے روزے رکھنے کا معمول مدت العمر قائم رہا۔ روزے کی فرضیت کا منکر کافر اور اسکا تارک گنہگار ہے۔

۲۔ آیت مبارکہ میں دوسری چیز جو بیان کی گئی ہے وہ روزے کا مقصد ہے جو کہ تقویٰ ہے یعنی روزہ انسان میں تقویٰ پیدا کرتا ہے۔ اگر انسان روزہ رکھ کر بھی تقویٰ حاصل نہیں کرتا تو پھر انسان نے روزے کے حقیقی مقصد کو نہیں پایا۔

رمضان کی وجہ تسمیہ

ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں کہ رمضان رمضاء سے مشتق ہے۔ اس کا معنی سخت گرم زمین ہے لہذا رمض کا معنی سخت گرم ہوا۔ رمضان کا یہ نام اس لئے رکھا گیا ہے کہ جب عربوں نے پرانی لغت سے مہینوں کے نام منتقل کئے تو انہیں اوقات اور زمانوں کے ساتھ موسوم کر دیا، جن میں وہ اس وقت واقع تھے۔ اتفاقاً رمضان ان دنوں سخت گرمی کے موسم میں آیا تھا، اس لئے اس کا نام رمضان رکھ دیا گیا۔ (مرقاۃ المفاتیح، ۴: ۲۲۹)

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ رمضان کا لفظ رمض الصائم سے لیا گیا ہے، جس کا معنی یہ ہے کہ روزہ دار کے پیٹ کی گرمی شدید ہوگئی۔ رمضان کو رمضان کا نام اس لئے دیا گیا کہ وہ گناہوں کو جلا دیتا ہے۔ (لسان العرب، ۷: ۱۶۲)

رمضان المبارک احادیث نبوی کی روشنی میں

۱۔ روزہ گزشتہ گناہوں کا کفارہ ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

عن ابی هريرةؓ، قال قال رسول اللهﷺ: من صام رمضان ايماناً و احتسابا غفرله ماتقدم من ذنبه۔
(صحیح البخاری، ۱: ۱۰، کتاب الایمان، رقم حدیث: ۳۸)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جس شخص نے ایمان اور احتساب کے ساتھ رمضان کا روزہ رکھا اس کے پچھلے گناہ معاف کردیے جاتے ہیں''۔

اس حدیث مبارکہ میں روزہ رکھنے اور رمضان المبارک میں قیام کرنے کے ساتھ ایمان اور احتساب کی شرط لگا دی، یعنی اس حالت میں رمضان المبارک کے روزے رکھے اور راتوں کو قیام کرے کہ حضور سے ثابت شدہ سب چیزوں کی تصدیق کرے اور فرضیتِ صوم کا اعتقاد بھی رکھے تو اس کو ایمان کا روزہ کہا جائے گا۔

احتساب کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے طلبِ ثواب کے لئے یا اس کے اخلاص کی وجہ سے روزہ رکھا اور روزے کی حالت میں صبر کا مظاہرہ اور اپنے نفس کا محاسبہ کرتا رہا۔

جو آدمی ایمان اور احتساب کے ساتھ رمضان المبارک کے روزے رکھتا ہے اور رمضان المبارک کی راتوں میں قیام کرتا ہے تو اس کے تمام صغائر معاف کردیے جاتے ہیں۔ اور کبائر کی معافی کی امید رکھی جاسکتی ہے یا کبائر کا بوجھ ہلکا بھی ہوسکتا ہے۔ ایک روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں۔

حدثنی عبدالرحمن بن عوف، عن رسول اللهﷺ قال: من قام رمضان ايماناً و احتساباً خرج من ذنوبه كيوم ولدته امه۔ (سنن النسائی، ۱: ۳۰۸، كتاب الصيام، رقم حديث: ۲۲۰۸)

حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جس نے ایمان اور احتساب کے ساتھ رمضان کے روزے رکھے وہ گناہوں سے اس طرح پاک ہوجاتا ہے، جس طرح ابھی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے ہو''۔

۲۔ روزہ دار کے حصے میں دو خوشیاں ہیں:

حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

للصائم فرحتان، یفرحهما: اذا افطر فرح، و اذا لقی ربه فرح بصومه۔
(صحیح البخاری، ۱:۲۵۵، کتاب الصوم، رقم حدیث:۱۸۰۵)

"روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں ایک افطار کے وقت اور دوسری خوشی اپنے رب سے ملاقات کے وقت"۔

ایک خوشی ہر روزے دار کو اس وقت میسر ہوتی ہے، جب وہ کڑے دن کی بھوک اور پیاس کے بعد لذت طعام سے آسودہ ہوتا ہے۔ دوسری خوشی حضور نبی کریم ﷺ کے ارشاد کے مطابق اس وقت نصیب ہوگی جب عالمِ اخروی میں اسے دیدار الٰہی کی نعمتِ عظمٰی سے نوازا جائے گا۔

متعدد احادیث مبارکہ اس مضمون پر دلالت کرتی ہیں کہ شہد کی روح جب قفس عنصری سے پرواز کر رہی ہوتی ہے تو اس لمحہ اسے خدا کا دیدار نصیب ہوتا ہے۔ روایات میں ہے کہ اہلِ جنت سے جب اللہ رب العزت پوچھیں گے کہ میری جنت میں کس چیز کی کمی ہے؟ تو وہ بے اختیار پکار اٹھیں گے کہ باری تعالیٰ تیری جنت میں ہر نعمت موجود ہے۔ ایک گوشے میں شہید سکوت برلب اس حال میں بیٹھے ہوں گے کہ ان کے چہروں سے قدرے اضطراب اور آشفتگی کے آثار مترشح ہوں گے۔ ان کی اداسی اور پژمردگی کا سبب پوچھا جائے گا تو وہ جواب دیں گے کہ اے باری تعالیٰ یوں تو تیری جنت میں کسی چیز کی کمی نہیں، لیکن اس میں ایک چیز کی کمی ہے جو بہت شاق گزر رہی ہے۔" یہ پوچھنے پر کہ وہ کیا ہے ان کا جواب ہوگا کہ مولا ہمیں تیری جنت میں وہ لذت و حلاوت میسر نہیں، جو تیری راہ میں جان دیتے ہوئے نصیب ہوئی تھی۔ کاش ہمیں دنیا میں پھر واپس بھیج دیا جائے کہ بار دیگر تیری راہ میں جہاد کریں اور جان کا نذرانہ پیش کر کے وہ لذت دیدار خداوندی دوبارہ حاصل کرسکیں۔

روزے دار کو آخرت میں اس نعمتِ غیر مترقبہ سے نوازا جائے گا، جس کے حصول کے لئے شہید بار بار اپنی جان کا نذرانہ پیش کرنے کی آرزو کرے گا۔

۳۔ روزے کا اجر و ثواب

عن ابی هریرةؓ، قال قال رسول الله ﷺ: کل عمل ابن آدم یضاعف الحسنة الی ماشاء الله یقول الله تعالیٰ: ألا الصوم، فانه لی، و انا أجزی به. (سنن ابن ماجہ: ۱۱۹، کتاب الصیام باب ما جاء فی فضل الصیام، رقم حدیث: ۱۶۳۸)

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "آدم کے بیٹے کا نیک عمل دس گناہ سے لے کر سات سو گنا تک بڑھایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ روزہ اس سے مستثنیٰ ہے، کیونکہ وہ میرے لئے ہے۔ اور میں بھی اس کی جزا دوں گا"۔

اس حدیث مبارکہ سے یہ چیز واضح ہوتی ہے کہ بعض اعمال کا ثواب صدق نیت اور اخلاص کی وجہ سے دس گنا سے بڑھ کر سات سو گنا تک بلکہ بعض دفعہ اس سے بھی زیادہ ثواب ہوتا ہے، لیکن روزہ کا ثواب بے حد اور بے اندازہ ہے۔ یہ کسی ناپ تول اور حساب کا محتاج نہیں ہے۔ اس کی مقدار اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا ہے۔

روزے کی فضیلت کے اسباب

روزے کی اس قدر فضیلت کے درج ذیل اسباب بیان کئے گئے ہیں۔

۱۔ ایک تو یہ کہ روزہ لوگوں سے پوشیدہ ہوتا ہے، اسے اللہ کے سوا کوئی نہیں جان سکتا۔ جبکہ دوسری عبادتوں کا یہ حال نہیں ہے، کیونکہ ان کا حال لوگوں کو معلوم ہوسکتا ہے۔ اس لحاظ سے روزہ خالص اللہ تعالیٰ کے لئے ہی ہے۔ فانه لی

سے اسی چیز کی طرف ہیں اشارہ ہے۔

۲۔ دوسرا سبب یہ ہے کہ روزے میں نفس کشی، مشقت اور جسم کا نقصان ہوتا ہے۔ اس میں بھوک، پیاس اور دیگر خواہشات نفسانی پر صبر کرنا پڑتا ہے، جبکہ دوسری عبادتوں میں اس قدرت مشقت اور نفس کشی نہیں ہے۔

۳۔ نواب صدیق الحسن بھوپالی فانه لی اور وانا اخبری یہ کی شرح میں لکھتے ہیں کہ: روزے کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرنے کی ایک علت یہ بھی ہے کہ ویسے تو ساری عبادات و طاعات اللہ ہی کے لئے ہوتی ہیں، لیکن روزے کے ساتھ کبھی غیر اللہ کی عبادت نہیں کی گئی۔ کیونکہ کفار و مشرکین نے کسی دور میں بھی اپنے کسی معبود کی تعظیم روزے کے ساتھ نہیں کی۔ اگرچہ وہ نمازی سجدے اور ذکر و نیاز کی بعض صورتوں کے ساتھ وہ اپنے معبود یعنی باطل کی تعظیم و عبادت کیا کرتے تھے۔ پس اس وجہ سے روزہ صرف اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے۔

۴۔ ایک وجہ یہ بھی ہے کہ روزہ میں ریاکاری کا عمل دخل نہیں ہوتا، جبکہ دوسری ظاہری عبادات میں روزہ، حج، زکوٰۃ، صدقہ میں ریاکاری کا شائبہ ہوسکتا ہے۔

۵۔ امام خطابیؒ فرماتے ہیں کہ روزے کی اس خصوصیت کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ روزے دار کو روزہ میں حظِ نفسانی حاصل نہیں ہوتا، لہٰذا روزہ اللہ ہی کے لئے مخصوص ہے۔

۶۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ کھانے پینے سے استغناء اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ہے۔ روزہ دار اگرچہ اللہ تعالیٰ کی اس صفت سے متشابہ تو نہیں ہوسکتا، لیکن وہ ایک لحاظ سے اپنے اندر یہ خلق پیدا کر کے مقرب الٰہی بن جاتا ہے۔

۷۔ اس کے ثواب کی مقدار کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں ہے، جبکہ باقی عبادات کے ثواب کو رب تعالیٰ نے مخلوق پر ظاہر کردیا ہے۔ اس لئے یہ عبادت اللہ کے لئے مخصوص ہے۔

۸۔ باقی تمام عبادات سے تو حقوق العباد کی کوتاہیوں کی تلافی ہوگی، لیکن روزہ اس مقصد کے لئے میدانِ حشر میں خرچ نہیں کیا جائے گا۔

۹۔ روزہ ایسی عبادت ہے، جسے اللہ کے سوا کوئی نہیں جان سکتا، حتی کہ فرشتے بھی معلوم نہیں کرسکتے۔

۱۰۔ روزہ کی اضافت اللہ کی طرف تشریف اور عظمت کیلئے ہے جیسا کہ بیت اللہ کی اضافت محض تعظیم و تشریف کے لئے ہے، ورنہ سارے گھر اللہ ہی کے ہیں۔

۱۱۔ روزہ دار اپنے اندر ملائکہ کی صفات پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے، اس لئے وہ اللہ کو محبوب ہے۔

۱۲۔ صبر جزا کی حد نہیں ہے، اس لئے رمضان کے روزوں کی جزا کو بے حد قرار دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنی طرف منسوب کیا کہ اس کی جزا میں ہوں۔

۴۔ روزہ دار کے منہ کی ہوا کا متغیر ہوجانا

حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

عن ابی هریرة، قال قال رسول الله: والذی نفس محمد بیده لخلوف فم الصائم اطیب عند الله یوم القیامة من ریح المسک۔ (صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب فضل الصیام، رقم حدیث: ۱۱۵۱)

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "جس کے قبضہ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے۔ روزہ دار کے منہ کی ہوا اللہ کے نزدیک یوم قیامت مشک کی خوشبو سے بھی زیادہ بہتر ہے"۔

امام رازیؒ فرماتے ہیں کہ اس کلام میں مجاز اور استعارہ ہے۔ کیونکہ بعض قسم کی خوشبوؤں کی طرف میلانِ طبع

اور بغض سے نفرت، مخلوق کا خاصہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے متقدس ہے اور چونکہ انسان اپنے محاورات میں خوشبوں کی تعریف کرنا اور اس کی اچھائی کو بیان کرنے کا عادی ہے، لہذا اللہ تعالیٰ کے متعلق بھی محاوراتی کلام کے رنگ میں اس کی رضا وخوشنودی کے بارے میں یہ لفظ استعمال کیا گیا ہے۔

قاضی عیاضؒ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ روزہ دار کو اس بو کے عوض جو خلوِ معدہ کی وجہ سے منہ میں پیدا ہوجاتی ہے کہ قیامت میں بہترین خوشبو بطور جزا دیں گے۔ جیسا کہ احادیث میں آیا ہے کہ شہید کے خون کی خوشبو مشک جیسی ہوگی۔

امام نوویؒ نے اس جملہ کی شرح میں فرمایا ہے کہ صحیح ترین اس کا معنی یہ ہے کہ خلوفِ صائم کا ثواب اللہ تعالیٰ کے ہاں مشک سے بھی زیادہ ہے۔

عیدین اور جمعہ کے موقع پر مشک کے استعمال کو بہت زیادہ پسند کیا جاتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک خلوف کا ثواب مشک کی اس محبوبیت سے بھی زیادہ ہے۔

۵۔ جنت کے دروازہ کا کھل جانا اور جہنم کے دروازہ کا بند ہونا

عن ابی هريرةؓ، قال قال رسول اللهﷺ: اذا دخل شهر رمضان فتحت ابواب الجنة وغلقت ابواب جهنم و سلسلت الشياطين۔ (صحيح البخاری، ۱:۲۵۵، كتاب الصوم، رقم حديث: ۱۸۰۰)

حضرت ابوہریرۃؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریمﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جب رمضان داخل ہوجاتا ہے تو آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کردیے جاتے ہیں اور شیاطین کو زنجیروں میں جکڑ دیا جاتا ہے''۔

آسمان کے دروازے کھلنا کنایہ ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ رحمت خداوندی پے در پے نازل ہوتی ہے اور نیک اعمال کسی رکاوٹ کے بغیر اوپر چڑھتے ہیں۔ اور دعا قبول ہوتی ہے اور جنت کے دروازوں کا کھولا جانا اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ رمضان میں نیک اعمال کی توفیق ہوتی ہے جو حصول جنت کا باعث ہیں۔ اور دوزخ کے دروازوں کے بند کئے جانے سے مراد یہ ہے کہ روزہ دار کو ایسے اعمال کی توفیق دی جاتی ہے کہ جو جہنم میں داخل ہونے کا باعث ہیں، کیونکہ وہ کبائر سے بچتا ہے اور روزے کی برکت سے اس کے صغیرہ گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

شیطانوں کا جکڑ دینا جانا اس امر سے کنایہ ہے کہ شیطان لوگوں کو بہکانے سے باز رہتے ہیں اور اہل ایمان ان کے وسوسے قبول نہیں کرتے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ روزے کی وجہ سے حیوانی قوت جو غضب اور شہوت کی جڑ ہے، جاتی رہتی ہے اور غضب اور شہوت ہی بڑے بڑے گناہوں کا باعث ہوتے ہیں۔ اور قوتِ عقلیہ جو طاعت اور نیکیوں کا باعث ہے، روزے کی وجہ سے قوی ہوتی ہے، جیسا کہ مشاہدہ ہے کہ رمضان میں اور دنوں کی نسبت گناہ کم ہوتے ہیں۔ اور عبادت زیادہ ہوتی ہے۔

شیطانوں کے جکڑے جانے کا مفہوم

اگر اس کو ظاہری معنی پر محمول کیا جائے پھر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ بات بھی دیکھنے میں آتی ہے کہ بعض نافرمان لوگ گناہ کرتے دیکھے جاتے ہیں۔ اگر وہ ایک قسم کا گناہ ترک کریں گے تو دوسری قسم کو اختیار کرلیں گے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ شیطانوں کے جکڑے جانے کی علامت یہ ہے کہ گناہوں میں منہمک ہونے والے اکثر لوگ رمضان میں باز آجاتے ہیں اور توبہ کرکے اللہ کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ پہلے وہ نماز قائم نہیں کرتے تھے، اب

پڑھنے لگتے ہیں اس طرح وہ قرآن مجید کی تلاوت اور ذکر کی محافل میں شریک ہونے لگتے ہیں' حالانکہ وہ پہلے ایسا نہیں کیا کرتے تھے' پہلے جن گناہوں میں علی الاعلان مشغول رہتے تھے اب ان سے باز آ جاتے ہیں۔ اور بعض جن کا عمل اس کے خلاف نظر آتا ہے' اس کی وجہ یہ ہے کہ شیطانی وساوس ان کے شریر نفوس کی جڑوں میں سرایت کر چکے ہوتے ہیں۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ جیسا کہ دوسری حدیث کے الفاظ سے واضح ہے۔ سلسلت مردة الشیاطین۔ شیطانوں کے سردار کو جکڑ دیا جاتا ہے' ضروری نہیں کہ سب شیاطین کو جکڑ دیا جائے۔ اس کا مطلب یہ ہوگا کہ شیطانوں کے سردار (ابلیس) کو جکڑ دیا جاتا ہے' لیکن اس کے چھوٹے چیلے چانٹے نہیں جکڑے جاتے' بلکہ وہ اپنے کام میں مصروف رہتے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ گناہوں کا وقوع شیطانوں پر ہی منحصر نہیں' کیونکہ آدمی کا نفس اس کا سب سے بڑا دشمن ہے' اگر کوئی یہ کہے کہ زمانے میں شر تو موجود ہے اور گناہ بھی مسلسل ہو رہے ہیں تو پھر اس کے جکڑنے کا کیا فائدہ؟

اس کا جواب یہ ہے کہ اس سے اس کی سرکشی اور طغیانی کی شوکت ٹوٹتی ہے اور اس کے ہتھیار کند ہو جاتے ہیں اور اس کی بھڑکائی ہوئی آگ کچھ مدت کے لئے ٹھنڈی پڑ جاتی ہے۔ اور اگر ایسا نہ ہوتا تو خدا بھی جانتا ہے کہ وہ کیا گل کھلاتا؟ کیونکہ وہ اپنے لاؤ لشکر اور چیلے چانٹوں کی مرد اور تعداد پر مغرور ہے۔

اس کا یہ معنی بھی مراد لیا جا سکتا ہے کہ رمضان المبارک کے روحانی ماحول میں چونکہ روزہ دار نیکیوں میں مشغول اور برائیوں سے دور ہو جاتے ہیں۔ لہذا وہ شیطانی اغوا اور وساوس کے شر سے محفوظ رہتے ہیں۔

حجۃ اللہ البالغہ میں حضرت شاہ ولی اللہؒ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ جنت کے دروازوں کا کھولا جانا اہل ایمان کے لئے فضل ہے' ورنہ کفار و مشرکین تو ان دنوں میں گمراہی و ضلالت میں پہلے سے بھی زیادہ مصروف ہو جاتے ہیں' کیونکہ شعائر اللہ کی ہتک کرتے ہیں لیکن اہلِ ایمان چونکہ رمضان کے روزے رکھتے ہیں اور عبادت و ریاضت کرتے ہیں۔ اس مبارک مہینے میں نیکیوں کی کثرت کرتے ہیں اور برائیوں سے بچے رہتے ہیں۔ اس لئے ہم یہ کہہ سکتے ہیں ان کے لئے جنت کے دروازے کھول دیے گئے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیے گئے ہیں۔ (حجۃ اللہ البالغہ: ۳۷۴)

علامہ زرکشیؒ فرماتے ہیں کہ رحمت کے دروازوں کا کھولا جانا اپنے حقیقی معنی پر اس شخص کے حق میں محمول ہے، جو رمضان میں وفات پائے اور اس کے اعمال فاسد نہ ہوں۔

محدث ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں کہ جنت کے دروازوں کے کھولے جانے کا فائدہ یہ ہے کہ ملائکہ روزہ داروں کے عمل کو اچھا جان کر ان کے لئے جنت کو تیار کرتے ہیں۔ اور یہ خدا کی طرف سے روزہ داروں کی بڑی عزت افزائی ہے۔

علامہ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں کہ شیاطین کے جکڑے جانے کا مطلب عیسیٰؒ نے یہ لکھا ہے کہ شیاطین سے مراد اس حدیث میں ملاء اعلیٰ کی باتیں اڑا کر لے بھاگنے پلا لے اور چوری چھپے ملائکہ کی گفتگو سن کر اپنے سرداروں کو بتاتے ہیں اور رمضان میں انہیں اس لئے جکڑا جاتا ہے کہ انہیں نزول قرآن کے زمانے میں استراقِ سمع (چوری چھپے سننے) سے روکا گیا اور رمضان میں مزید حفاظت کیلئے جکڑ دیا گیا۔

چونکہ رمضان میں شیاطین کو دوسرے دنوں کی مانند اہل ایمان کے اغوا کرنے اور فتنہ میں ڈالنے کے مواقع کم سے کم رہ جاتے ہیں۔

شیاطین کو اس لئے بھی جکڑ دیا جاتا ہے تاکہ مکلف انسانوں کے عذر کو رفع کر دیا جائے دوسرے لفظوں میں انسان کو اس بات کی تنبیہ کی جاتی ہے کہ اب شیاطین کو اغوا سے روک دیا گیا ہے۔ اب ترکِ اطاعت اور گناہ کے کرنے کے لئے تیرے لئے کوئی عذر باقی نہیں رہا۔ اگر تو اب بھی باز نہ آئے تو یہ تیری کم بختی اور بدنصیبی ہوگی۔

❁❁❁❁❁❁❁

ارکان نماز کی سائنسی توجیہ

ایس ایم نور

استقبال قبلہ کی حکمتیں

صحت نماز کی شرائط میں قبلہ رو ہونا بھی داخل ہے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ خانہ کعبہ کی چند خصوصیات کا اظہار کیا جائے۔

۱۔ مسلمانوں کا قبلہ جس کی طرف تمام عالم کے مسلمان اپنا رخ کر کے نماز ادا کرتے ہیں، مکہ مکرمہ میں واقع ہے۔ لغت کی کتابوں میں مکہ ناف زمین کو کہا گیا ہے۔ انسان کے جسم میں ناف بھی تقریباً وسط میں ہوا کرتی ہے چونکہ مکہ مکرمہ بھی تین آباد براعظموں (ایشیاء، یورپ اور افریقہ) کے وسط میں واقع ہے اس لئے یہ نام حقیقت بن گیا ہے۔

۲۔ کرہ ارض کی آباد دنیا کا وسط، شمال اور جنوب میں عرض بلد اور طول بلد (Longitude and Latitude) کے لحاظ سے 20 درجہ قرار پاتا ہے اور مکہ مکرمہ ساڑھے اکیس درجہ پر واقع ہے اس لئے تقریباً وسط ہوسکتا ہے اسلام کو چونکہ امت وسط کہا گیا ہے اس لئے اس کا مرکز (کعبہ) کو جغرافیائی اعتبار سے بھی وسط دنیا میں رکھا گیا ہے تاکہ مرکزیت کا مقام حاصل رہے۔

۳۔ دنیا کی تمام مشہور نسلیں اور کل قومیں 15 تا 35 عرض بلد (شمالی) جہاں ملک عرب ہے اس طرح مقیم ہیں کہ مشرق میں آریاء منگول، مغرب میں حبشی اور ریڈ انڈینز، لہذا تبلیغ کے لئے عرب ہی مرکز قرار دیا جاسکتا ہے۔

۴۔ نوع انسان کی اصل خاک سے ہے اور اصل کرہ خاک یہی نقطہ ہے جہاں خانہ کعبہ موجود ہے۔ زمین کی پیدائش سے پہلے اس مکان کو پانی پر کیف جرمی کی مانند پیدا کیا گیا ہے۔ اس کے بعد پھر تمام زمین اسی کیف سے وسیع و فراخ ہوئی۔ پس چونکہ اصل جسم انسان اس نقطہ کی طرف راجع ہے تو اس کو چاہئے کہ جب اپنے جسم کو عبادت میں مشغول کرنے لگے تو اس اصل ترابی کی طرف رجوع کرے۔ چنانچہ اس بناء پر اصل قریب پر جوکہ ہر جگہ میسر ہے سجدہ کیا جاتا ہے اور بجائے اصل بعید اپنے جسم کو متوجہ کیا جاتا ہے۔

۵۔ عبادت گاہ ملائکہ بیت المعمور ہے اور یہ کعبہ بیت المعمور کے عین نیچے ہے اس لئے خانہ کعبہ کو خاص کیا گیا۔ چنانچہ ارزقی حضرت حسن بصریؒ اور دیگر تابعین سے روایت کرتے ہیں۔

''خانہ کعبہ ملائکہ کے قبلہ بیت المعمور کے مقابلہ میں ہے اور جو کچھ ان کے درمیان ہے وہ ساتویں آسمان کے مقابلہ میں ہے اور جو اس سے نیچے ہے وہ ساتویں زمین کے محاذ میں ہے''۔

۶۔ ظاہری یکجہتی اختیار کرنا باطنی توجہ کو یکجا کرنے میں مددگار ہے اس لئے نماز میں استقبال قبلہ کا لزوم عائد کیا گیا۔

نیت باندھنا اور ہاتھوں کا کانوں تک اٹھانا

دماغ میں کھربوں خلئے کام کرتے ہیں اور خلیوں میں برقی رو کے ذریعے خیالات شعور اور تحت الشعور سے گزرتے رہتے ہیں۔ دماغ میں کھربوں خلیوں کی طرح خانے بھی ہوتے ہیں۔ دماغ کا ایک خانہ وہ ہے جس میں برقی رو فوٹو لیتی رہتی ہے اور تقسیم کرتی رہتی ہے۔ یہ فوٹو بہت ہی زیادہ تاریک ہوتا ہے یا بہت زیادہ چمکدار، ایک دوسرا خانہ ہے جس میں کچھ اہم باتیں ہوتی ہیں۔ ان اہم باتوں میں وہ اہم باتیں بھی ہوتی ہیں جنہیں شعور نے نظر انداز کر دیا ہوتا ہے اور جن کو ہم روحانی صلاحیت کا نام دے سکتے ہیں۔ نمازی جب ہاتھ اٹھا کر دونوں کانوں کے قریب لے جاتا ہے تو ایک مخصوص برقی رو نہایت باریک رگ اپنا کنڈنسر (Condensor) بنا کر دماغ میں جاتی ہے اور دماغ کے اندر کے خانے کے خلیوں کو چارج کر دیتی ہے جس کو شعور نے نظر انداز کر دیا تھا۔ یہ خلئے چارج ہوتے ہیں اور دماغ میں روشنی کا ایک جھماکا ہوتا ہے اور اس جھماکے سے تمام اعصاب متاثر ہو کر اس خانے کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں۔ جس میں روحانی صلاحیتیں مخفی ہیں۔ جب کانوں سے ہاتھ ہٹا کر ناف کیطرف لے جاتے ہیں اور پھر باندھتے ہیں تو ہاتھوں کے کنڈنسر سے ناف (ذیلی جنریٹر) میں بجلی کا ذخیرہ ہو جاتا ہے۔ زیر ناف ہاتھ باندھنے سے جنسی نظام میں تعدیل اور اس جسم کے لئے موزوں اور ضروری تحریک پیدا ہو جاتی ہے تا کہ نوع انسانی کی نسل دوسری نوعوں سے ممتاز اور اشرف رہے۔ اب سبحانک اللھم پڑھا جاتا ہے۔ جیسے ہی یہ الفاظ ادا ہوتے ہیں روح اپنی پوری توانائیوں کے ساتھ صفات الٰہیہ میں جذب ہو جاتی ہے اور پورے جسمانی نظام میں اللہ کی صفات روشنی بن کر سرایت ہو جاتی ہیں۔ جسم کا رواں رواں اللہ کی پاکی بیان کرنے میں مشغول ہو جاتا ہے۔ جب ہاتھوں کو کانوں تک اٹھاتے ہیں تو بازوؤں، گردن کے پٹھوں اور شانے کے پٹھوں کی ورزش ہوتی ہے۔ دل کے مریض کے لئے ایسی ورزش بہت مفید ہے جو کہ نماز پڑھتے ہوئے خود بخود ہو جاتی ہے۔ یہ ورزش فالج کے خطرات سے بھی محفوظ رکھتی ہے۔

قیام

قیام نماز کی ابتداء ہے جس میں جسم بالکل بے حرکت اور ساکن ہوتا ہے ایسی کیفیت سے مندرجہ ذیل اثرات جسم انسانی پر پڑتے ہیں۔

۱۔ جب نمازی قرات شروع کرتا ہے تو احادیث میں ہے کہ اتنی اونچی قرات ہو کہ اپنے کان سن سکیں۔ لہذا قرآنی آیات کے انوار پورے جسم میں سرایت کر جاتے ہیں۔ جو امراض کے دفعیے کے لئے اکسیر اعظم ہیں۔

۲۔ قیام سے جسم کو سکون کی کیفیت محسوس ہوتی ہے۔

۳۔ چونکہ قرآن پاک کی تلاوت ہو رہی ہوتی ہے اس لئے اس کا جسم ایک نور کے حلقے میں مسلسل لپٹا رہتا ہے اور جب تک وہ اس حالت میں رہتا ہے تو اس وقت ایک نور یعنی غیر مرئی شعاعیں اس کا احاطہ کئے ہوتی ہیں۔

۴۔ قیام میں نمازی جس حالت میں ہوتا ہے اگر روزانہ 35 منٹ ایسی حالت میں کھڑے رہیں تو دماغ اور اعصاب میں زبردست قوت اور طاقت پیدا ہوتی ہے۔ قوت فیصلہ اور قوت مدافعت میں اضافہ ہوتا ہے۔

۵۔ قیام سے موخر دماغ (Pons) جس کا کام چال ڈھال اور جسم انسانی کی رفتار کو کنٹرول کرنا ہوتا ہے، قوی ہو جاتا ہے اور ایک ایسے خطرناک مرض سے بچا رہتا ہے جس سے آدمی اپنا توازن درست نہیں رکھ سکتا۔

۶۔ بدن اور دل کا بار ہلکا ہو جاتا ہے کیونکہ وزن دونوں پیروں پر متوازن پڑتا ہے۔

۷۔ ریڑھ کی ہڈی سیدھی رہتی ہے۔ ۸۔ تنفس فطری اور قوت بخش ہو جاتا ہے۔

۹۔ آنکھیں سجدہ گاہ پر لگی رہنے کی وجہ سے خیالات قابو میں رہتے ہیں۔ یکسوئی آسان ہوجاتی ہے۔

۱۰۔ حالت قیام میں سجدہ گاہ پر نظر رہنے سے قرات قرآن کے صحیح مخارج نکلتے ہیں۔ جس سے آواز کے تاروں پر مناسب بار پڑتا ہے اور ان کی صحت بخش ورزش ہوتی رہتی ہے۔

۱۱۔ اس طرح باادب قرآن سننے یا پڑھنے سے مطالب کی طرف توجہ رہتی ہے اور دل و دماغ پر آیات کے مطابق امید اور خوف سے معاشرہ کی موثر اصلاح ہوا کرتی ہے۔ اس لئے نمازی برائیوں سے بچ جاتا ہے۔

دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھنا

اسلام نے ہر اچھے عمل کو کرنے کے لئے دایاں ہاتھ استعمال کرنے کی تاکید کی ہے اور دائیں ہاتھ میں برکت ہے۔ دراصل انسانی اعضاء کے دائیں اطراف اور بائیں اطراف کی کیفیات الگ الگ ہیں۔ دائیں حصے خاص طور پر دائیں ہاتھ سے غیر مرئی شعاعیں (Invisible Rays) نکلتی ہیں جو کہ مثبت ہوتی ہیں اور بائیں ہاتھ سے جو شعاعیں نکلتی ہیں وہ منفی ہوتی ہیں۔ نماز میں نگاہ سجدے کی جگہ ہونا لازم ہوتی ہے چونکہ اوپر کے دائیں ہاتھ سے ہوتی ہوئی نگاہ سجدے کی جگہ جاتی ہے اس لئے اوپر کا ہاتھ دایاں رکھا گیا ہے تاکہ دائیں ہاتھ کی مثبت لہریں پیش نظر رہیں۔

مزید یہ کہ کام کرتے وقت دونوں ہاتھ استعمال ہوتے ہیں اس لئے دائیں ہاتھ کی مثبت شعاعیں بائیں ہاتھ میں منتقل ہوکر طاقت، قوت اور تحریک کا باعث بنتی ہیں جس کی وجہ سے انسان معمولات زندگی میں متوازن رہتا ہے۔ حتی کہ بعض دائیں ہاتھ کے فالج زدہ کو یہ ورزش بتائی جاتی ہے کہ وہ بائیں ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر کچھ وقت بیٹھا کرے تاکہ دونوں ہاتھوں کی لہریں اور بجلیاں ایک دوسرے میں منتقل ہوکر طاقت اور تحریک کا باعث بنیں۔

۱۔ عورتیں: عورتیں نیت کے بعد جب سینہ پر ہاتھ باندھتی ہیں تو دل کے اندر صحت بخش حرارت منتقل ہوتی ہے اور وہ غدود نشوونما پاتے ہیں جن کے اوپر بچوں کی غذا کا انحصار ہے۔ نماز قائم کرنے والی ماؤں کے دودھ میں ایسی تاثیر پیدا ہوجاتی ہے جس سے بچوں کے اندر انوار کا ذخیرہ ہوتا رہتا ہے ان کے اندر ایسا پیٹرن (Pattern) بن جاتا ہے جو بچوں کے شعور کو نورانی بناتا ہے۔ جدید تحقیق میں یہ بات ثابت ہے کہ عورتیں جب سینہ پر ہاتھ رکھ کر نماز پڑھتی ہیں اور دنیا سے کٹ کر اللہ کی طرف جب متوجہ ہوتی ہیں تو ایسی حالت میں خاص قسم کی ریز (Rays) پیدا ہوتی ہیں جو بقول ڈاکٹر ڈارون ہلکے نیلے یا سفید رنگ کی ہوتی ہیں جو اس کے جسم میں داخل اور خارج ہوتی رہتی ہیں اور اس کے جسم کے اندر قوت مدافعت (Immunity) کے بڑھنے سے وہ جسم کبھی بھی خلیات کے سرطان میں مبتلا نہیں ہوتا۔

۲۔ مرد: مرد جب ناف پر یا اس کے نیچے ہاتھ باندھتے ہیں تو جیسا کہ آپ نے پہلے پڑھا کہ دونوں ہاتھوں سے لہریں نکلتی ہیں جو کہ مثبت منفی ہوتی ہیں۔ لہٰذا ان لہروں کے امتزاج سے ایک خاص اثر ہوتا ہے جو ناف کے ذریعے نظام اعصاب تک پہنچتا ہے۔ جس سے گردے اور غدود فوق الکلیہ (Adernal Glands) قوی ہوتے ہیں۔ جس سے جنسی قوت قوی اور متحرک ہوتی ہے۔

رکوع

۱۔ اس وضع میں غور کریں تو زبان جو دل کی ترجمان ہے، دل کے روبرو پیش کرکے دل، زبان اور کعبہ شریف کو ایک لائن میں کردیا جاتا ہے۔ دل کی دھڑکنوں کو قبلہ رو ہوکر رب کعبہ کی سمت مقناطیسی رووں کے ذریعہ براڈ کاسٹ کیا جاتا ہے۔

۲۔ رکوع کی حالت میں بالائی نصف بدن جھکنے کی وجہ سے زیادہ خون پمپ ہوتا ہے۔ پنڈلی ریڑھ کی ہڈی، ناف

اور گردن کو ان کے عضلاتی اور اعصابی تناؤ سے قوت حاصل ہوتی ہے اور اندرونی پیٹ کے عضلات پر دباؤ سے شکم کے مشمولات، جگر، آنتوں، گردوں اور مثانہ کی مالش ہوتی ہے جس سے ان اعضاء کو فرحت ملتی ہے۔

۳۔ رکوع کی حالت میں سینے پر ہلکے دباؤ سے گردن، شش اور قلب کے عضلات کی ہلکی مالش ہوتی ہے جس سے ان اہم اعضاء کو راحت ملتی ہے۔

۴۔ رکوع کی وضع اور ان تصورات و کلمات سے بالائی بدن کے نصف اہم اعضاء کے دوران خون اور ان کے اعصاب پر اثر مرتب ہوتا ہے اور اس طرح سائنس کی زبان میں نماز پڑھنے والے کا حیاتیاتی نظام سے جو اس کے تمام فطری وظائف کا Advisor ہے جسم اور ذہن کی صحیح رہنمائی ہوتی رہتی ہے۔

۵۔ رکوع سے حرام مغز (Spinal Cord) کی کارکردگی میں اضافہ ہوتا ہے۔ وہ مریض جن کے اعضاء سن ہوجاتے ہیں وہ اس مرض سے بہت جلد افاقہ حاصل کر سکتے ہیں۔

۶۔ رکوع سے کمر کے درد کے مریض اور ایسے مریض جن کے حرام مغز میں ورم (Inflammation of Spinal Cord) ہوگیا ہو جلد صحت یاب ہوجاتے ہیں۔

۷۔ رکوع سے گردوں میں پتھری بننے کا عمل سست پڑ جاتا ہے اور جس کے گردوں میں پتھری بن گئی ہو، رکوع کی حرکت سے بہت جلد نکل جاتی ہے۔

۸۔ رکوع سے ٹانگوں کے فالج زدہ مریض چلنے پھرنے کے قابل ہوجاتے ہیں۔ رکوع میں آنکھوں کی طرف دوران خون کے بہاؤ کی وجہ سے دماغ و نگاہ کی کارکردگی میں اضافہ ہوتا ہے۔

۹۔ رکوع میں نمازی ہاتھ کی انگلیوں سے جب گھٹنوں کو پکڑتا ہے تو ہتھیلیوں اور انگلیوں میں گردش کرنے والی بجلی گھٹنوں میں جذب ہوجاتی ہے جس کی وجہ سے گھٹنوں میں صحت مند لعاب برقرار رہتا ہے اور ایسے لوگ گھٹنوں اور جوڑوں کے درد سے محفوظ رہتے ہیں۔

سجدہ

۱۔ سجدہ کو اشکال عبادت میں جس طرح اعلیٰ اور بندگی میں انتہائی مقام حاصل ہے اسی طرح اس کو قبولیت کے ساتھ ذہن اور اعصاب پر اثر پذیری میں بھی کمال حاصل ہے۔ سجدہ کا دورانیہ صرف چند سیکنڈ ہوتا ہے لیکن جب نمازی سجدہ کرتا ہے تو اس کے دماغ کی شریانوں (Artries) کی طرف خون کا بہاؤ زیادہ ہوجاتا ہے۔ جسم کی کسی بھی پوزیشن میں خون دماغ کی طرف زیادہ نہیں جاتا صرف سجدے کی حالت میں دماغ، دماغی اعصاب، آنکھوں اور سر کے دیگر حصوں کی طرف خون کی ترسیل متوازن ہوجاتی ہے۔ جس کی وجہ سے دماغ اور نگاہ بہت تیز ہوجاتی ہے۔

۲۔ سجدے کے دوران خون اور زمین کی کشش کا اضافی دباؤ ہاتھوں، پیشانی، چہرے، سینے اور دل کی طرف یکلخت بڑھ جاتا ہے اور پھر چند سیکنڈ بعد (سجدہ سے سر اٹھاتے ہی) اچانک نارمل ہوجاتا ہے۔ اس طرح خون کی نالیوں کی مقررہ حرکات کی قوت اچھال (Soistolic) اور قوت سکیڑ (Diastolic Pressure) ان دونوں حرکتوں کو مختصر مگر طاقتور پمپنگ سے رگوں کی دیواروں کی قوت لچک بڑھ جاتی ہے۔

۳۔ خون کی بال جیسی باریک رگوں کو جنہیں (عروق شعریہ) (Capillaries) کہا جاتا ہے۔ ان کے اندر خون کے بہاؤ کی وہ سست رفتاری جو آرام طلب زندگی سے یا رگوں کی سختی (تصلب شرائن) (Scleriosis Arterio) سے جو عام طور پر امراض خبیثہ کا نتیجہ ہے یا جو کسی بیماری یا زیادتی عمر کی وجہ سے خون کی باریک نالیوں میں مختلف اعضاء

کے لحاظ سے خون کی رسد کی کمی (Ischemic) کے امراض پیدا ہوجاتے ہیں مثلاً دماغ کی سپلائی کرنے والی شریانیں جال میں کہیں کوئی رکاوٹ پیدا ہوجائے تو عام طور پر اس حصہ کا فالج قوما اور موت تک واقع ہوسکتی ہے۔

۴۔ سجدہ کے وقت حروف کے مخارج کی ادائیگی سے مزید کاربن کے اخراج میں مدد ملتی ہے جبکہ کسی اور شکل یا حالت میں آسانی کے ساتھ وقفہ وقفہ سے یہ فرحت حاصل نہیں ہوسکتی۔ اس طرح نماز کی مختلف وضعوں اور تلاوت کلام پاک کے ضمن میں مخارج کی ادائی میں پھیپھڑوں کی ورزش ہوجاتی ہے اور اس میں آکسیجن کی ''متوازن مقدار'' داخل و خارج ہوتی رہتی ہے جو کسی مستقل سانس کی ورزش میں نہیں ہوتی ہے۔

اس لئے یہ دعویٰ حق بجانب ہوگا کہ نمازی شش اور دل کے امراض سے محفوظ رہتے ہیں۔ الحمدللہ!

۵۔ چائنہ میں کی گئی جدید تحقیق کے مطابق اگر پیشانی کی درمیانی جگہ کو 2 سے تین منٹ کے لئے دبایا جائے تو اس سے ذہنی انتشار میں کمی واقع ہوتی ہے جبکہ سجدے کے دوران عین اسی مقام کو زمین کے ساتھ مس کر کے دبایا جاتا ہے۔

۶۔ سجدے میں کولہے، گھٹنے اور ٹخنے پر جھکاؤ ہونے کے ساتھ ساتھ کہنیاں بھی جھکی ہوتی ہیں جبکہ ٹانگوں اور رانوں کے پیچھے کے عضلات، کمر اور پیٹ کے عضلات کھنچے ہوئے ہوتے ہیں کلائی کے پیچھے کے عضلات بھی کھنچے ہوئے ہوتے ہیں۔ یہ عمل ایک ایسی بہترین ورزش ہے جو ریڑھ کی ہڈی کو مضبوط اور لچکدار بناتی ہے اندرونی اعصاب کو تقویت بخشتی ہے رانوں کے زائد گوشت کو گھٹاتی اور جوڑوں کو کھولتی ہے اگر کولھوں کے جوڑوں میں خشکی آجائے یا چکنائی کم ہوجائے تو اس عمل سے یہ کمی پوری ہوجاتی ہے، بڑھا ہوا پیٹ کم کرنے میں مدد ملتی ہے۔

۷۔ دماغ کے اطراف میں ہوا سے بھرے چھوٹے چھوٹے حصے (Sinuses) ہوتے ہیں زکام کے دوران ان میں لیس دار مادہ جمع ہوجاتا ہے جو اگر خارج نہ ہوتو بڑھتا رہتا ہے۔ سجدہ کی حالت میں یہ مادہ ان میں سے از خود خارج ہوتا رہتا ہے۔ لہٰذا زکام اور زکام کی وجہ سے پیدا شدہ سر درد کا علاج سر کو جھکا کر ان مادوں کے اخراج سے کیا جاسکتا ہے۔ جبکہ سجدہ اس عمل میں بے حد معاون ثابت ہوتا ہے۔

۸۔ سجدے میں پیشانی زمین پر رکھنے سے دماغ کی لہریں زمین کے اندر دوڑنے والی برقی رو سے ہم رشتہ ہوکر دماغ کی طاقت میں کئی گناہ اضافہ کردیتی ہیں۔ اس حالت سے دماغ پرسکون ہوجاتا ہے اور یہی پرسکون دماغ معدے کے گلینڈز کو زیادہ تیزاب پیدا کرنے سے روکتا ہے۔ جس کی بدولت معدے کی تیزابیت ختم ہوتی ہے اور جن لوگوں کو معدے میں زخم (Ulcer) کی شکایت ہو ان کے زخم مندمل ہونے میں مدد ملتی ہے۔

سجدہ اور سر کی ورزش

اسلام میں ''سجدہ'' کی وضع میں کہیں زیادہ آسانی اور ہر وقت عمل کرسکنے کی خوبی موجود ہے اور اس میں کسی خطرہ کا اندیشہ بھی لاحق نہیں ہوتا کیونکہ اس میں قوت سے دماغی شرائین پر بار نہیں پڑتا ہے کہ اس کے پھٹ جانے کا اندیشہ ہو اور وہ مہلک ثابت ہو بلکہ اس میں احتیاط بھی ہے اور استدادہ کا کامل پہلو بھی۔ کیونکہ نماز کے سجدے بڑی آسانی سے بلا خوف و مضرت دن میں کئی بار بطور فرض ادا کئے جاتے ہیں جو دل اور دماغ کے تغذیہ اور دفع امراض کے لئے ایک ضروری اور نہایت مفید تدبیر من اللہ ہے۔ جس کی پابندی میں نہ مشقت ہے اور نہ تکلف۔ مقررہ اوقات میں بلا لحاظ موسم، ملک اور جنس ادا کی جاتی ہے تاکہ ہر فرد بلوغ سے لے کر دم آخر تک اس کے فیضان سے مستفید ہوتا رہے۔

نماز کی حالت قیام میں دونوں پیروں پر پورے جسم کا وزن تقسیم ہونے سے پیٹ کے عضلات کو نارمل حالت ملتی ہے۔ البتہ رکوع و سجود میں پیٹ کے عضلات پر چونکہ یک لخت دباؤ اور فوری ڈھیل یعنی آنتوں کی زیریں حرکت کے

مخالف سمت دباؤ ڈالا جاتا ہے۔ جس کے نتیجہ میں نیچے کی طرف آنتوں میں مسلسل دباؤ سے سکون ملتا ہے اور سینے کی جانب اور دائیں طرف جگر اور بائیں طرف طحال (تلی) پر رکوع میں اور اس سے زیادہ سجود کی حالت میں دباؤ پڑتا ہے۔ جس سے ان تمام اعضاء میں ہلکی اور موثر عصبی تحریکات پیدا ہوتی ہیں۔ ان حرکات کی بار بار تحریکات سے نظام ہضم دوران خون اور اخراج فضلات کی کیفیات پر باضابطگی کے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

قومہ

دوبارہ حالت قیام میں آجانے سے چہرہ اور شش کا دوران خون جو حالت رکوع میں بڑھ گیا تھا۔ قومہ میں نارمل ہوجاتا ہے جس سے شریانوں میں قوت لچک بڑھتی ہے اور شریانوں میں قوت لچک کی استعداد بڑھنے سے ہائی بی پی، قوما اور فالج کے امکانات کم ہوجاتے ہیں۔

قعود

قعود کی حالت میں دائیں پاؤں کا پنجہ موڑ کر کھڑا کیا جاتا ہے اور بائیں پاؤں کو بچھا کر اس پر بیٹھ جاتے ہیں جس سے پنجوں، پنڈلیوں، گھٹنوں اور رانوں کو جسم کا پورا بوجھ برداشت کرنا پڑتا ہے۔ گھٹنے اور پیروں کے اعصاب پر کھچاؤ اور دباؤ ان کی قوت کا باعث بنتا ہے۔

۱۔ اس وضع سے دونوں پیروں کے عضلات اور اعصاب پر دباؤ پڑنے سے کافی آرام ملتا ہے اور پیروں کی تھکن دور ہوتی ہے، ادب کا سلیقہ اور قرینہ بھی پایا جاتا ہے۔

۲۔ جسم کے بالائی نصف کا بوجھ پوری طرح کمر پر پڑنے سے کمر کے مہرے کھچاؤ (Traction) سے صحیح وضع میں قوت اور لچک پا کر قوی ہوجاتے ہیں۔

۳۔ گردوں اور مثانے کے متعلقہ عضلات کی ہلکے دباؤ کی مالش سے ان اعضاء کو تقویت حاصل ہوتی رہتی ہے۔

۴۔ وہ امراض جو جوڑوں کی فرسودگی کا باعث ہوسکتے ہیں۔ جیسے ''وجع المفاصل'' (Ostioarthritis) درد کمر اور ریڑھ کی ہڈی کے امراض وغیرہ پابند نمازیوں کو پریشان نہیں کرتے۔ اس لئے کہ روزانہ کئی بار نماز کی حرکات سے جوڑوں میں کسی قسم کے مادے جمع نہیں ہو پاتے جو امراض کا باعث بنتے ہیں۔

۵۔ موجودہ دور میں عوام کو فزیوتھراپی کے طریقہ علاج کی طرف خاص طور سے مائل کیا جارہا ہے۔ ان کی وقتی افادیت سے کہیں زیادہ نفع بخش نماز کی لازمی پابندی سے مقررہ اوقات میں پورے اعضاء کی فزیوتھراپی نہایت دلچسپی اور توجہ سے انجام پاتی رہتی ہے۔ اس لئے نماز کے نتائج نہایت شاندار اور دیرپا ثابت ہوتے ہیں۔

سلام

اللہ تعالیٰ کے حضور نماز سے شرف باریابی کے بعد انہی کے بتلائے ہوئے طریقہ کے مطابق گردن کو دائیں اور بائیں گھماتے ہوئے نہ صرف کرہ ارض کے دائیں نصف اور پھر بائیں نصف پر سلام پھیرا جاتا ہے اور اس طرح نمازی پوری دنیا کے لئے امن وسلامتی کا آرزومند ہوتا ہے بلکہ ان حرکات سے اپنی گردن کے مہروں عضلات اور اعصاب کی ہلکی ورزش کے فوائد بھی حاصل کرتا ہے۔ کیونکہ ایسا کرنے والا امراض قلب اور اس کی پیچیدگیوں سے بچا رہتا ہے نیز سینہ اور ہنسلی کا ڈھیلا پن ختم ہوجاتا ہے۔ ❁❁❁❁❁❁❁

منہاج القرآن انٹرنیشنل
برمنگھم۔برطانیہ کے زیر اہتمام
شیخ الاسلام
ڈاکٹر محمد طاہر القادری کے

سہ روزہ

دروسِ بخاری شریف

رپورٹ: آفتاب بیگ

منہاج القرآن انٹرنیشنل برطانیہ کے زیر اہتمام مسجد گھمگول شریف برمنگھم میں برطانیہ کی تاریخ میں پہلی مرتبہ سہ روزہ درس بخاری شریف کی تقریب منعقد ہوئی۔ جس میں یورپ بھر سے علماء و مشائخ اور خواتین و حضرات نے خصوصی شرکت کی۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے اس سہ روزہ حدیث کیمپ میں امام بخاری کے حالات زندگی، علمی و تحقیقی معیار، امام بخاری کے عقیدہ اور بخاری شریف کے حوالے سے گفتگو فرمائی۔ پہلی نشست میں شرکاء سے خطاب کرتے ہوئے شیخ الاسلام نے فرمایا کہ اہل علم طبقے کو اپنی صفوں میں تنگ نظری کو ختم کر کے برداشت کو فروغ دینے کی اشد ضرورت ہے اور علمی اختلافات رکھنے سے جوش و جذبہ، فتویٰ بازی اور محض زبان درازی کی بجائے علمی اسلحہ سے مقابلہ کیا جائے کیونکہ طریقت میں نئے راستے بیان کرنا بے ادبی اور گستاخی کے زمرے میں نہیں آتے۔

احادیث کی مستند کتاب صحیح البخاری کے مصنف حضرت امام بخاریؒ کی حالات زندگی اور علمی و تحقیقی معیار کا تعارف کرواتے ہوئے شیخ الاسلام نے فرمایا کہ ادب کی حد کے اندر علمی اختلاف اسلامی تاریخ کا حصہ ہے ادب اور علمی تحقیق کے اختلاف کا ٹکراؤ کبھی نہیں ہوسکتا لیکن بدقسمتی سے کم علمی اور جاہلیت نے عقیدہ کو اسی بنیاد پر سب سے زیادہ نقصان پہنچایا ہے۔ ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدظلہ نے سینکڑوں علماء و مشائخ، اساتذہ و طلباء کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے صحیح البخاری میں بیان کردہ احادیث کی علمی شرح، دلائل اور موازنہ دیگر احادیث کتب سے بیان کیا۔ مسلسل چار گھنٹے سے زائد خطاب کو شرکاء نے نہایت انہماک، نظم و ضبط، اور توجہ کے ساتھ سنا۔

> امام بخاری کا عقیدہ وہی ہے جو اہل سنت والجماعت کا ہے، ہمارے عقیدے کا ایک باب بھی آئمہ دین سے مختلف نہیں ہے

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدظلہ نے امام بخاریؒ کی تعلیمی زندگی، علمی استفادہ اور اساتذہ کا تفصیل سے ذکر کیا انہوں نے بیان کیا کہ بعض لوگ ہر بات پر بخاری شریف کی احادیث سے ثبوت لانے کا مطالبہ کرتے ہیں ان کی معلومات کے لئے آپ نے کہا کہ حضرت امام بخاری جب کم عمری میں ہی آنکھوں کی روشنی کھو کر نابینا ہو گئے تو ان کی والدہ (جو ولی اللہ تھیں) نے رو رو کر دعا کی اور خواب میں انہیں حضور نبی

شیخ الاسلام نے بخاری شریف کے کئی حوالوں کے ذریعے میلاد مصطفیٰ ؐ منانے، زیارت قبور، وسیلہ و تبرک، سوال و عطا اور واسطے سمیت کئی مسائل پر روشنی ڈالی

اکرم ﷺ کی زیارت ہوئی جس میں انہیں حضرت امام بخاری کی بینائی کی واپسی کی بشارت دی گئی اور حقیقی زندگی میں واقعی حضرت امام بخاری کی آنکھوں کی روشنی واپس آچکی تھی۔ اسی طرح حضرت امام بخاری نے صحیح البخاری بھی ایک خواب کے نتیجہ میں تحریر کی تھی اور جو لوگ بخاری شریف کو ہی صرف صحیح احادیث کا مجموعہ سمجھتے ہیں وہی لوگ خواب کی حقیقت اور کرامات پر اعتراض بھی کرتے ہیں جبکہ امام بخاریؒ کی بینائی ایک خواب کے ذریعے ملنے والی کرامت ہے اور ان کی تحریر کردہ صحیح البخاری بھی ایک خواب ہی کا نتیجہ ہے۔ حضرت امام بخاری نے سولہ (۱۶) سال میں اپنی تصنیف مکمل کی اور اپنی ساری زندگی کے دوران حضور نبی اکرم ﷺ کا موئے مبارک اپنے کپڑوں میں سیئے رکھا اپنے ایک ایک فقرے پر ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدظلہ نے کئی مذہبی معروف کتابوں کے حوالہ جات دیئے جو سینکڑوں کی تعداد میں ان کے ساتھ سٹیج پر موجود تھیں۔

انہوں نے کہا کہ آج حضور ﷺ کے روضہ مبارک کی زیارت پر اعتراض کرنے والے سن لیں کہ حضرت امام بخاریؒ کی صحیح البخاری کی تحریر حرم پاک سے شروع ہوئی جبکہ اختتام خود حضرت امام بخاریؒ حضور نبی اکرم ﷺ کے روضہ مبارک کے سامنے کیا۔

حضرت امام بخاریؒ نے گو کئی ممالک کا سفر کر کے احادیث اکٹھی کیں لیکن انہیں سب سے زیادہ احادیث کوفہ اور بغداد سے ملیں، کیونکہ صحابہ کرام اور تابعین کی ایک بڑی تعداد وہاں مقیم علم احادیث کے بیان میں مصروف تھیں۔ (۹۰۸۲) کم و بیش احادیث کی مستند کتاب صحیح البخاری میں (۲۵۱۳) احادیث بغیر تکرار کے ہیں جبکہ ۹۰ ہزار شخصیات نے براہ راست حضرت امام بخاریؒ سے احادیث کا سماع کیا ہے۔ آپ کے کل پانچ شاگردوں نے روایت احادیث کا کام آگے بڑھایا احادیث مبارکہ میں صحیح البخاری کوئی پہلی کتاب نہیں ہے بلکہ اس سے قبل امام بخاریؒ کے اساتذہ سمیت سو سے زائد احادیث کی کتب لکھی جا چکی تھیں۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدظلہ نے کہا ہے کہ ضعیف احادیث سے مراد احادیث کی صحت (متن) سے انکار نہیں بلکہ اس کا اشارہ اس سند کی جانب ہوتا ہے جس کے ذریعے یہ آگے بڑھتی ہے متن احادیث کو ضعیف کہنے والا جاہل اور اصول احادیث سے نابلد ہوتا ہے۔ صحیح البخاری سند کے لحاظ سے بے مثال ہے جبکہ نظم و ترتیبِ احادیث میں "صحیح مسلم" سہل اور اعلیٰ ہے۔ صحیح البخاری کے علاوہ دیگر احادیث کتب کا انکار کرنے والے یا انہیں کم اہمیت دینے والے کم علم ہیں اور اسی جہالت کے اسلحہ کے ساتھ ہونے والی بحث و تکرار نے امت مسلمہ کو تقسیم کر دیا ہے۔ ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدظلہ نے بتایا کہ امام بخاری کو ایک لاکھ صحیح احادیث اور دو لاکھ غیر صحیح احادیث یاد تھیں۔ انہوں نے کہا کہ حوالے کے طور پر صرف احادیث بخاری کا مطالبہ کرنے والے علمِ اصول احادیث سے بے بہرہ ہیں۔

ڈاکٹر طاہر القادری مدظلہ کے خطاب سے قبل پاکستان سے سید عظمت حسین شاہ، سید جمیل الرحمٰن چشتی، علامہ مفتی گل رحمٰن، علامہ عبدالرسول منصور اور بنگلہ دیش کے علامہ حبیب الرحمان نے دورہ بخاری کے سلسلہ میں مختصراً اپنے خیالات کا اظہار کیا پروگرام کی پہلی نشست میں خواتین وحضرات کی بڑی تعداد نے برطانیہ بھر کے علاوہ ہالینڈ، فرانس، سپین، ناروے، بھارت اور پاکستان سمیت کئی ممالک سے خصوصی طور پر شرکت کی۔

سہ روزہ درس بخاری۔۔۔۔ دوسرا دن

منہاج القرآن انٹرنیشنل برطانیہ کے زیر اہتمام جامع مسجد گھمکول شریف برمنگھم میں جاری سہ روزہ درس بخاری کے دوسرے روز خطاب کرتے ہوئے کہا کہ دور حاضر میں تبلیغ اسلام کے لئے جدید طرز تعلیم کا راستہ اختیار کرنا بے حد ضروری ہے آج کا مسلم نوجوان بھی دینی تعلیم بغیر قرآن وحادیث کے حوالے سے قبول کرنے کے لئے تیار نہیں یہی وجہ ہے کہ ہماری مساجد اور اداروں سے مہیا کیا جانے والا علم اور معلومات مغرب کے نوجوان مسلم کو اس طرح زیور تعلیم سے آراستہ کرنے میں ناکام رہا ہے جس کی مغرب میں دینی طلباء کو ضرورت ہے۔ شیخ الاسلام نے اپنے خطاب میں علم غیب، مقام بشریت، ولائیت، حصول برکت، مقام اولیاء اور وسیلہ کے کئی عقائد کو حضرت امام بخاریؒ سے ثابت کیا کہ امام بخاریؒ اہلسنت میں اعلیٰ درجہ کی حامل شخصیت ہیں آج اُمت مسلمہ میں تقسیم کی ایک بنیاد اس بات پر بھی ہے کہ ہم نے اللہ اور رسول ﷺ کی تعلیمات سے کنارہ کر کے ذاتی ترجیحات پر خود کو عمل پیرا کرلیا ہے اور یہ فعل اگر ختم کردیا جائے تو امت میں نہ فرقہ رہے گا نہ فتنہ سر اُٹھائے گا۔

ڈاکٹر طاہر القادری مدظلہ نے اپنے خطاب میں کہا کہ اہل ایمان ہونے سے قبل اللہ تعالیٰ، رسول مقبول ﷺ اور اولیاء اللہ وصالحین سے محبت شرط ہے۔ اولیاء اللہ سے محبت مولا کی محبت پانے کی کنجی ہے اور تصوف دنیا کی محبت زندگی سے نکال دینے کا نام ہے۔ دنیا کی مال ومحبت میں سرگرداں اور مریدوں کے متلاشیوں کا ولائیت وطریقت سے دور کا بھی واسطہ نہیں کیونکہ کامل پیر وہ ہے جسے صرف مولا کی تلاش ہوتی ہے جو خود مریدوں کے لئے مارا مارا پھرتا ہے وہ پیر کامل نہیں ہوسکتا کیونکہ دنیا خود اصل پیر کامل کے پیچھے بھاگتی ہے اور وہ دنیا سے دور کنارہ کشی اختیار کرتا ہے انہوں نے کہا کہ ایمان کی حفاظت صرف اللہ، رسول ﷺ اور اولیاءؒ کی محبت کرتی ہے۔

آپ نے بدعت کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ کائنات میں ہر شےء کا ارتقاء ہوتا ہے جو ہمیشہ اپنی اصل کی تابع ہوتی ہے اور اس ارتقاء کو بدعت نہیں کہا جاسکتا اس کی مثال میں شیخ الاسلام نے کہا کہ حضور ﷺ نے اپنی زندگی میں کبھی بھی نماز تراویح کے لئے امام مقرر نہیں کیا لیکن آپ کے وصال کے تین سال بعد حضرت عمر فاروقؓ نے پہلی دفعہ امام تراویح مقرر کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں تنگ نظری اور جذبات کی بجائے علمی گفتگو اور دلائل پر توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

دین اجتماعی طور پر تین نعمتوں کا نام ہے اور وہ ہیں قال، عمل، حال۔ جن کا سارا زور عمل پر رہا یا فقط ''قال قال'' پر رہا، انہوں نے دین کا ایک جز حاصل کیا کیونکہ دین کا اعلیٰ ترین جز ''حال'' ہے۔ بدقسمتی سے موجودہ دور میں اکثریت دین کی تبلیغ کرنے والے فقط صاحب قال رہ گئے جو عمل اور حال سے خالی ہیں، تقریروں سے دین کی حفاظت نہیں ہوتی، جب تک ساری ساری رات تقریر کرنے والے علماء وخطباء خدا کے حضور اپنے آنسو نہ بہائیں۔ آج تقریر وتبلیغ بے اثر اور

علماء وخطباء کی عزت ووقار نہ ہونے کا سبب یہی ہے کیونکہ عزت ووقار ڈنڈے کے زور پر نہیں بلکہ دل کی دنیا کی محبت کو نکال کا قال وحال کو خود میں شامل کر لینے سے حاصل ہوتی ہے۔ آپ نے کہا کہ علماء ومشائخ وارثان ونمائندگان حضور ﷺ ہیں، انہیں اپنے احوال کو بدلنا ہوگا تا کہ اُمت اور نسلوں کے احوال بھی بدلیں۔ تصوف یہی سبق دیتا ہے کہ دنیا کی جانب پشت کر دو اور صاحبان حال بن جاؤ۔

ڈاکٹر طاہر القادری مدظلہ نے وسیلہ کے حوالے سے بیان کیا کہ عطائے الٰہی بواسطہ رسول ﷺ تقسیم ہوتی ہے۔ انہوں نے احادیث بخاری کے حوالوں سے ثابت کیا کہ دینے والی اللہ تعالیٰ کی ذات ہے جبکہ بانٹنے والی ذات اقدس حضور ﷺ کی ہے۔ انہوں نے اولیاء اللہ کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے ولی کی زیارت صحابہ کرام کی سنت ہے۔ آپ نے اس کی مثال دیتے ہوئے فرمایا کہ حضرت علیؓ، حضرت اویس قرنیؒ کی زیارت کے لئے گئے، انہوں نے کہا کہ یہ اولیاء اللہ بھی صحابہ کرام کے پاس جا سکتے تھے لیکن ولی کے عمل سے جواز پیدا ہوتا ہے سنت نہیں بنتی جبکہ سنت صحابہؓ کے عمل سے بنتی ہے۔ ڈاکٹر طاہر القادری مدظلہ نے ولائیت اور حصول برکت کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ ولائیت قرآن واحادیث کی روشنی میں وہ آستانہ ہے جہاں مردہ دل زندہ ہو جائیں انہوں قبر میں سوالات کے بارے میں عقیدہ حضرت امام بخاریؒ بیان کرتے ہوئے بتایا کہ صحیح البخاری کے مطابق قبر میں صرف ایک سوال پوچھا جائے گا کہ مقام مصطفیٰ ﷺ کیا ہے کیونکہ جس نے حضور ﷺ کے مقام کو پہچان لیا اس نے دین اسلام کو پہچان لیا اور اگر حضور ﷺ کی پہچان نہ کر سکے تو دین اور ادب کی پہچان کا کچھ فائدہ نہیں انہوں نے کہا ایمان کی پہچان معرفت مقام مصطفیٰ ﷺ ہے اور یہی وجہ ہے کہ علمائے اہلسنت اپنا سارا علمی زور مقام مصطفیٰ ﷺ پر دیتے ہیں۔ ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے کہا کہ منہاج القرآن انٹرنیشنل گذشتہ پچیس برسوں سے امت مسلمہ کو مقام مصطفیٰ ﷺ سے آگاہی پہچانے پر صرف کر رہی ہے۔ ایمان کی مضبوطی اور جنت کے حصول کا دارومدار معرفت رسول ﷺ پر ہے۔

آپ نے صحیح البخاری کے حوالوں سے علم غیب، مقام بشریت پر سیر حاصل گفتگو کرتے ہوئے فرمایا کہ گستاخی رسول ﷺ شیطانی عمل ہے انہوں نے کہا انبیاء کی بشریت سے انکار کفر ہے اور اقرار بشریت میں گستاخی نہیں لیکن اصرار بشریت گستاخی ہے۔

انہوں نے کہا کہ اہلسنت کے عقیدے کا ایک باب بھی آئمہ دین سے مختلف نہیں ہے لیکن علم وتحقیق سے کنارہ کشی اور مصادر اصلیہ کو چھوڑ کر بعد کے بزرگوں کی کتب پر کلی تکیہ بھی ایک کمزور پہلو ہے۔ آج کا نوجوان قرآن وحدیث کی دلیل کا طالب ہے۔ اپنی صفوں میں علمی وتحقیقی رابطے بڑھائیں اور علم کو مضبوط تر اور عمل کو صالح کر لیں۔ درس بخاری کے دوسرے روز مہمان گرامی میں روزنامہ جنگ کے مدیر ظہور نیازی، مفتی گل رحمان، مولانا بوستان قادری، علامہ عبدالرسول منصور، پیر جمیل الرحمان چشتی، مولانا سید عظمت علی شاہ، مولانا حبیب الرحمان بنگلہ دیشی کے علاوہ برطانیہ، یورپ اور ایشیاء سے علماء ومشائخ اور خواتین وحضرات کی بڑی تعداد نے شرکت کی۔

سہ روزہ درس بخاری ۔۔۔۔ تیسرا دن

منہاج القرآن انٹرنیشنل کے بانی وسرپرست اعلیٰ پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدظلہ نے سہ روزہ درس بخاری

کی تقریب کے تیسرے دن گفتگو کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ یورپ میں آباد مسلم نوجوان نسل کے تابناک مستقبل کا دارومدار اسلامی علوم کی جدید طرز تعلیم اور تحقیق پر منحصر ہے۔ تعلیم وتدریس کو جدید اور اعلیٰ بنیادوں پر استوار کرنے کے لئے علماء اپنے اندر مطالعہ اور تحقیق کا شوق پیدا کریں اور علم دوستی کو پروان چڑھائیں۔ ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدظلہ نے امام بخاری کی صحیح البخاری سے کئی حوالوں کے ذریعے میلاد مصطفیٰ ﷺ منانے، زیارت قبر، وسیلہ وتبرک، سوال وعطا اور واسطے سمیت کئی ایسے مسائل پر سیر حاصل گفتگو کی جن کی وجہ سے نہ صرف امت مسلمہ فرقہ پرستی اور فتنہ کی شکار ہے بلکہ آئے روز مغرب میں پروان چڑھنے والی تعلیم یافتہ نوجوان نسل کو گمراہ بھی کیا جاتا ہے۔ انہوں نے علماء ونوجوان نسل پر زور دیا کہ عربی سمجھنے اور سیکھنے کا اہتمام کریں اور اس رجحان کو عام کریں تاکہ ہماری مساجد اور درسگاہوں سے نوجوان نسل کو ان سوالات کے جوابات بمع دلائل مل جائیں جن کی وجہ سے بعض ''اہل علم'' انہیں گمراہ کرتے ہیں۔

اختتامی نشست میں اس وقت مسجد میں روح پرور منظر تھا جب سینکڑوں علماء ومشائخ کو شیخ الاسلام پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدظلہ العالی نے پچاس مختلف طرق سے امام بخاری تک روائت احادیث کی اجازت دی۔ ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدظلہ العالی نے کہا کہ امام بخاری کا عقیدہ وہی ہے جو اہلسنت والجماعت کا ہے انہوں نے کہا کہ مشکل صرف یہ ہے کہ اہل علم نے علم سے ناطہ ختم کر رکھا ہے جیسے ہی یہ رابطہ بحال ہوگا نہ امت کے اندر تقسیم رہے گی اور نہ ہی عالم کفر امت امت مسلمہ پر ظلم و بربریت کے پہاڑ گرانے کی کوشش کرے گا۔ ڈاکٹر طاہر القادری نے کہا کہ آکسفورڈ میں اگست کے آخر میں ہونے والا یوتھ کیمپ یورپ بھر کے نوجوانوں کو اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی محبت میں رنگنے اور قربت کا پیش خیمہ ثابت ہوگا۔

منہاج القرآن گذشتہ 25 برسوں سے امت مسلمہ کو مقام مصطفیٰ سے آگاہ کرنے میں مصروف عمل ہے کیونکہ ایمان کا دارومدار معرفت رسولؐ پر ہے

بعد ازاں علامہ مفتی گل رحمان نے اپنے خطاب میں کہا کہ اس تین روزہ درس بخاری نے علم کے وہ دروازے کھولے ہیں جن کے بارے میں کبھی سوچا نہیں گیا انہوں نے ڈاکٹر طاہر القادری کی علمی تحقیق کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ وہ بلاشک امت مسلمہ کے عظیم راہنما ہیں۔ علامہ عبدالرسول منصور نے کہا کہ دورہ بخاری کے ذریعے ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے یورپ کے مسلمانوں کو در حبیب ﷺ پر پہنچادیا ہے۔ عشق و محبت مصطفیٰ ﷺ سمندر سے ملنے والے موتیوں کو علماء ومشائخ یورپ بھر میں امت مسلمہ میں تقسیم کر کے تنگ نظری، نفرت اور فرقہ پرستی کی دیواروں کو گرادیں گے۔ بنگلہ دیش کے علامہ حبیب الرحمٰن نے کہا کہ دورہ بخاری سے انہوں نے علم کا عظیم خزانہ حاصل کیا ہے۔ علامہ بوستان القادری نے کہا کہ ڈاکٹر طاہر القادری نے مشکلات کا شکار امت مسلمہ میں نفرت ختم کرنے اور ایک دوسرے کو برداشت کرنے کے لئے امام بخاری کے عقیدے کو جس طرح پیش کیا ہے کوئی وجہ نہیں کہ مختلف مسالک کے درمیان پائی جانے والی علمی غلط فہمیوں کا بڑی حد تک ازالہ ہوجائے گا۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے آخر میں فرداً فرداً تمام علماء ومشائخ کا اس دورہ احادیث کو کامیاب بنانے اور علم دوستی کا ثبوت دینے پر مبارکباد پیش کی۔ ❀❀❀❀❀❀❀❀